# ظہور نور صلی اللہ علیہ وسلم

نیا میلاد نامہ

از: پروفیسر سید مناظر احسن گیلانی

سلسلۂ مطبوعات "معارف اسلامیہ ٹرسٹ" ۶۰

# ظہورِ نور

(نیا میلاد نامہ)

از

مولانا سید مناظر احسن گیلانی سابق صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی

باہتمام

سید نصیر الدین بن اسمٰعیل ابو العلائی قادری
معتمد عمومی معارف اسلامیہ ٹرسٹ

سلسلہ مطبوعات "معارف اسلامیہ ٹرسٹ" ۶

# تفصیلات اشاعت


سنِ اشاعت .. .......... ۱۹۸۵ء

مطبوعہ ........... اعجاز پرنٹنگ پریس

تعداد ...... .... ..... ایک ہزار

کتابت ......... ...... سید منظور محی الدین کلیانوی

ہدیہ ......... ......


(ملنے کے پتے)

۱- دیوڑھی حضرت مولوی سید محمود (175-7-20) اندرون فتح دروازہ- حیدرآباد

۲- مکتبۂ انوارِ مصطفےٰ- شاہ علی بنڈہ روڈ- حیدرآباد- اے پی

۳- الیاس ٹریڈرس- شاہ علی بنڈہ روڈ- حیدرآباد- اے- پی

۴- اسٹوڈنس بک ڈپو- چارمینار- حیدرآباد- اے- پی

۵- مینار بک ڈپو- چارمینار و چارکمان حیدرآباد اے- پی

۶- کمرشیل بک ڈپو- چارمینار- حیدرآباد- اے- پی

۷- حسامی بک ڈپو- چارکمان حیدرآباد

۸- تلج فونڈیشن حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس ہیڈ کوارٹرز روبروئے معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد-

۹- اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی (رجسٹرڈ) دارالحق- گلبرگہ روڈ- ترپ بازار حیدرآباد-

۱۰- اکاڈمی آف اسلامک اسٹڈیز- عزیز باغ- سلطان پورہ نور خاں بازار حیدرآباد

۱۱- حبیب اینڈ کو بک سیلرز اینڈ پبلشرز- کٹل منڈی نامپلی اسٹیشن روڈ حیدرآباد-

۱۲- شرف الدین اینڈ سنز بک سیلرز پرنٹرز اینڈ پبلشرز ۲۹ محمد علی روڈ بمبئی مہاراشٹرا

نوٹ

حیدرآباد پیشگی نصف قیمت وصول ہونے پر پارسل کے ذریعہ کتاب روانہ ہوگی محصول ڈاک علاحدہ ہوگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ تم کو کتاب اور حکمت جو بخشی گئی اس کے صلے میں کبھی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرنے والا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جب آئیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ اللہ نے کہا کہ کیا اس کا اقرار تم نے کر لیا اور میری ذمہ داری کو قبول کیا، انھوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ تب اللہ نے کہا دیکھو! تم بھی گواہ رہنا اور گواہی دینے والوں میں ہم بھی رہیں گے (قرآن ج ۳۔ آل عمران ۱۔ ع ۹)

## میلادی مکاشفات

# ظہورِ نور صلی اللہ علیہ وسلم

## نیا میلاد نامہ

تصنیف

حضرت مولانا الحاج پروفیسر سید مناظر احسن صاحب گیلانی شیخ الحدیث و سابق صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

ناشر

سید نصیر الدین بسمل ابو العلائی معتمد عمومی معارفِ اسلامیہ ٹرسٹ

اشاعت دوم: ایک ہزار    ربیع المنور سنہ ۱۴۰۶ھ    ہدیہ: دس روپیہ ۱۰/-

# فہرست

# دعائے خلیل اور نوید مسیحا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار! اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر مقرر فرمایا جو ان لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیا کرے اور ان کو پاک کرے۔ بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ قرآن پ ۲۸ سورۃ الصف ۶۱ ع ۹

ترجمہ : جب عیسٰی ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں تاکہ تمہارے ہاں جو توریت ہے اس کی تصدیق کردوں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ پھر جب وہ کھلی نشانیاں لے کر آیا تو بولے یہ صریح جادو ہے"

۷۸۶

# وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

---

وَ اَحسنَ مِنکَ لَم تَرَ قطُّ عینِی

اور میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین کوئی انسان کبھی نہیں دیکھا

وَ اَجملُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّساءُ

اور آپ سے زیادہ حسین وجمیل کسی عورت کی آغوش میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا

خُلِقتَ مُبرّاً مِن کُلِّ عیبٍ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں

کانّکَ قد خُلِقتَ کما تشاءُ

گویا کہ آپ ایسے پیدا ہوئے ہیں جیسے آپ خود چاہتے تھے

وشقّ لہٗ من اسمِہٖ لیُجلّہٗ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنے نام پاک سے مشتق کیا ہے تاکہ آپ کی عظمت ظاہر کرے

فذو العرشِ محمودٌ وھٰذا محمّدٌ

تو (دیکھو) کہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں

---

(حضرت حسّان بن ثابت شاعر دربار رسالت)

لہ سلیمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین بحوالہ سیرۃ ابن ہشام

# پھر حجازی باغ سے بوئے گلاب آنے کو ہے

اُے مشامِ جانِ فطرت صد سلام و صد دُرود
پھر حجازی باغ سے بوئے گلاب آنے کو ہے
نہرِ زرقا سے ہواؤں نے بھری ہیں چھاگلیں
گلشنِ ہستی مبارک ہو سحاب آنے کو ہے
پھر حجازی میکدے سے شورِ "الکوثر" اُٹھا
تشنہ کاموں کی طرف دورِ شراب آنے کو ہے۔
بارک اللہ! غازۂ توحید پھر ہوگا عطا
اُے عروسِ دہر خوش ہو جا شباب آنے کو ہے
دیکھنا! پھر کفر کے خیبر میں ہل چل پڑ گئی!
زندگی بن کر جلالِ بوترابؓ آنے کو ہے
بدر کے میدان میں رکھدی جس نے بُنیادِ حیات
وہ جلالت پھر بہ رنگِ انقلاب آنے کو ہے
شکر ہے ماہرؔ کی کوشش ہو رہی ہے کامیاب
میری نظموں کا مدینہ سے جواب آنے کو ہے

---

۱ے مدینہ منورہ کی ایک نہر ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

دنیا کے یہودی اور عیسائی اپنے اپنے دین کا پیغمبر جن بزرگوں کو مانتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ان دونوں اولوالعزم جلیل القدر پیغمبروں کے "میلاد نامے" کافی تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی آسمانی کتاب "القرآن الحکیم" کے جز بنا دیے گئے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہر مسلمان ان "قرآنی میلاد ناموں" کی تلاوت کی بھی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے۔ اسی بنیاد پر بعض روشن ضمیر بزرگوں کا یہ قول مستحق توجہ ہے کہ قرآن کے بعد آسمان سے کسی نئی کتاب کے اترنے کی راہ اگر کھلی رہتی تو کچھ تعجب نہ ہوتا اگر اس میں خاتم النبیین امام المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلاد نامہ" کو بھی جز بنا دیا جاتا۔ فقیر کا تو ذاتی خیال یہی ہے کہ خود قرآن ہی کی بعض سورتوں "والضحیٰ" اور "الم نشرح" کے مشتملات و مضامین پر اگر غور کیا جائے ان سورتوں کے اجمالی الفاظ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلاد نامہ" کے اساسی واقعات کو پانے والے چاہیں تو پا سکتے ہیں، ان کے اجمال کی تفصیل میں کافی گنجائش ان واقعات و مشاہدات کی ہے جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد ناموں کی معتبر کتابوں میں کیا گیا ہے۔ اسی لیے میں تو سمجھتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے میلاد ناموں کے ساتھ سمجھنا چاہیے کہ خود صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد نامہ کو بھی قرآن کا جز بنایا جا چکا ہے، کوئی چاہے تو مذکورہ بالا میلادی سورتوں یعنی "والضحیٰ" اور "الم نشرح" کے ساتھ ساتھ بعض

دوسری قرآنی آیتوں کی روشنی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "میلاد نامہ" کو
مرتب کرسکتا ہے۔ کلیات کی حد تک اس سلسلہ میں انشاء اللہ تعالیٰ سب کچھ مل جائیگا
روایتوں کی ضرورت صرف جزئیات کی تفصیل میں ہو گی۔

بہر حال رسل وانبیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کے "میلاد ناموں" کے پڑھنے
پڑھانے کی بنیاد ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے کہ قرآن ہی میں قائم کر دی گئی ہے اور مسلمان بھی
ان روایتوں کا جن کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک سے ہے۔
ان کا ذکر کسی نہ کسی شکل میں کرتے چلے آئے ہیں سورۂ والضحیٰ ہی کی آخری
آیت وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتے رہنا)
اسی حکم کی تعمیل کی ایک صورت اس کو بھی اس لیے یقین کرتے رہے ہیں کہ لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ کی رو سے
بھی "نعمت منصوصہ" ہے لیکن جیسے نماز جیسی عبادت مفروضہ بھی کبھی نمازی کو ویل
(لعنت وملامت) کی مستحق بنا دیتی ہے مسلمانوں نے اپنی تاریخ کے طویل دور اور دنیا کے ان
عریض وطویل رقبوں میں جن میں وہ پھیلے ہوئے ہیں "میلادی مذاکرہ" میں ایسی ناشائستہ
غیر پسندیدہ چیزوں کو شریک کرتے رہے جن کی وجہ سے بعضوں کو اصلاح کی
ضرورت محسوس ہوئی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کچھ دنوں سے، بجائے۔
"کتابی میلاد" کے تقریری میلادوں کا سلسلہ جو شروع ہوا ہے وہ اپنی افادیت
کے لحاظ سے گذشتہ طریقوں کے مقابلہ میں مستحق ستائش ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ "میلاد" کی مجلسوں کے نام سے
جو جلسے آج کل منعقد ہوتے ہیں اور کرنے والے جو تقریریں ان میں کرتے ہیں ان میں
بجز۔ میلاد مبارک کے ہر چیز کا ذکر کیا جاتا ہے۔ عموماً اس زمانہ کے خطباء و مقررین
میلادی روایات سے گریز کرنے کے عادی ہو گئے ہیں بظاہر اس کا سبب یہی

معلوم ہوتا ہے کہ سننے والوں کی عمومیت شعوری طور پر اتنی خوش اعتقاد نہیں
رہی ہے جتنی مسلمانوں کی گذشتہ نسلیں تھیں "میلادی روایتوں" کی واقعی نوعیت کیا ہے؟
زیادہ تر اسی کے عدم منقح ہونے کا یہ نتیجہ ہے کہ مولوی بیچارے ان روایتوں کو ان
حدیثوں کے معیار پر جانچنا چاہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دینی زندگی کے احکام و
قوانین پیدا ہوتے ہیں اور اسی طرح واقعات جن کا تعلق عالم شہادت سے ہے
یعنی اس پنجگانہ سے جو جانے جاتے ہیں ان میں اور خواب و بیداری کے خصوصی
مکاشفات میں عوام فرق نہیں کرتے ۔

آج سے تقریباً تیس ۳۰ سال پہلے فقیر نے "میلادی روایات" کے متعلق اپنے خاص
نقطۂ نظر کو پیش کرتے ہوئے حیدر آباد دکن کے ایک دینی ماہ نامہ "النور"[1] نامی کے
تین شماروں میں ایک مضمون لکھا تھا اور اس سلسلہ میں مستند کتابوں سے تیس ۳۰ واقعات کا
انتخاب کر کے ایک خاص طریقہ سے مرتب کر دیا تھا۔ مختلف ارباب نظر نے اس مضمون کو
دیکھ کر اسی زمانے میں خواہش کی تھی کہ "نئے میلاد نامہ" کے نام سے اس کو شائع کر دیا جائے
لیکن آدمی کے بس کی بات نہ تھی، تیس ۳۰ سال کے بعد حیدر آباد ہی کے "نشری ادارہ"
اسلامک پبلکیشنز سوسائٹی نے فقیر کے ایک "فراموش شدہ" مسودہ کو یاد کیا۔ خاکسار
ہی نے ان کو مشورہ دیا کہ عہد جدید میں مدح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز شاعر میرے
دوست ماہر القادری ایدہ اللہ بروح منہ کے "عصری سلام" کو اس "نئے میلاد نامہ" کا
جزو بنا دیں شاید میری وہ آرزو جو اسی سلام کے مقدمہ میں کی گئی تھی کہ سارے
ہندوستان میں پاکستان بھی شریک تھا) کی میلادی مجلسوں میں ان شاء اللہ یہی سلام پڑھا

---

[1] ماہنامہ "النور" حیدر آباد دکن سے مولانا سید شاہ محمد باقر حسینی صاحب قادری طارق کی ادارت میں شائع ہوتا تھا جس کی اشاعت ایک عرصہ سے بند ہے۔ یہ مضامین النور کی اشاعت جلد ۲ شمارہ ۱، ۲، ۳ میں شائع ہوئے تھے جو نظر ثانی اور ضروری ترمیم کے بعد پہلی دفعہ اسلامک پبلکیشنز سوسائٹی کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیے جا رہے ہیں۔

جائے گا اسی کے ساتھ روضۂ طیبہ نبویہ علیٰ صاحبہا الف سلام وتحیہ پر جس معروضہ کے پیش کرنے کی عزت و سعادت اس فقیر کو حاصل ہوئی تھی اس کو بھی اس لیئے اس مجموعہ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے کہ شاعری کے لحاظ سے جو باوجود صفر ہونے کے اس میں دل کے صادق احساسات کی روح منتقل ہو گئی ہے شاید کسی پڑھنے والے کی التجا کبھی شرف قبول حاصل کرے۔

نیا میلاد نامہ جس کا نام "میلادی مکاشفات" بھی ہے دیباچہ کی عبارت محض ان لوگوں کے لیئے ہے جو "میلادی روایات" کی صحیح نوعیت کو سمجھنا چاہتے ہیں، باقی مجالس میں پڑھنے کے لیئے "میلادی مکاشفات" کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے اسی کو پڑھنا چاہیئے۔

هٰذا ما عِندِی وَعَلَى اللهِ قَصدُ السَّبِيلِ وَمِنهَا جَائِرٌ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيرِ خَلقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصحَابِهٖ اَجمَعِينَ ۝

گیلان - بہار

یکم ربیع المنور ۱۳۷۳ھ

المغرور بالامانی احسن گیلانی غفر اللہ لہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

# دیباچہ اشاعتِ ثانی

## ظہورِ نور (نیا میلاد نامہ)

وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ

ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا

رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے — چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے

اقبالؔ

**جلوہ نور محمدی** کُنتُ نبیًا وَآدَمُ بَینَ الرُّوحِ وَالجَسَد (میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدمؑ ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے) یہ وہ حدیث ہے جس کو بلند پایہ محدثین خصوصًا امام احمد حنبلؒ اور امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے انا من نورِ اللہِ وَکُلُّ شیءٍ مِن نوری (میں اللہ کے نور سے ہوں اور ہر چیز میرے نور سے ہے) اسی بناء پر مفکر اسلام محی الدین عربی نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدیؐ کو پیدا کیا اور پوری کائنات اسی نور محمدی کا جلوہ ہے ؎

کیا نورِ احمدیؐ کا چمن میں ظہور ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ (اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا) حدیث قدسی ہے۔ امام بوصیریؒ نے اپنے قصیدہ بُردہ میں اس حقیقت کا اظہار

اس طرح کیا ہے۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

اور اسکو ضرورت دنیا کی جانب کیسے مائل کر سکتی ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو دنیا ہی عدم سے نہ نکلتی

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ کنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اعرف فخلقتُ الخلق (میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں تو میں نے "خلق" (یعنے نورِ محمدی) کو پیدا کیا) آقائے نامدار نے ارشاد فرمایا اوّل ما خلق اللہ نوری (اللہ نے جس کو سب سے پہلے پیدا کیا وہ میرا نور ہے) اسی نور نے نہ صرف کائنات کو جگمگا دیا بلکہ اسی نور سے عرفان حق ہوا۔ چنانچہ مولانا روم نے اس مرکز نور سے مخاطب ہو کر عرض کیا ؎

اے وجود تو بکلّی نور نور　　گنج مخفی از تو آمد در ظہور

از ہمہ اوہام و تصویرات دور　　نور و نور و نور و نور و نور و نور

## دعائے خلیل و نوید مسیحا

اس نور کی آمد آمد کی بشارت حضرت خلیلؑ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام جیسے اُلوالعزم پیغمبروں نے دی۔ یہ نور بمطابق و تقلّبک فی السّاجدین ذات قدسی کے اصلاب سے گذرتے ہوئے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ تک آگیا اور پھر کیا ہوا؟ ؎

ہوئی پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نوید مسیحاؑ

اللہ کے محبوب کا عالم عنصری میں ظہور ہوا ؎

وُلِدَ الحبیبُ وخدّہٗ متورّدُ
وُلِدَ الحبیبُ ومثلُہٗ لا یولدُ

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کے خواب و خیال میں نہ دُکان آئینہ ساز میں

یہ نور آیا تو اس شان سے آیا کہ سارے عالم پر چھا گیا۔ جہاں جہاں خالقِ کائنات کی ربوبیت کی تجلّی وہاں وہاں اس کی رحمت کی جلوہ گری ذاتِ باری ربّ العالمین اور ذاتِ محمدی رحمۃٌ للعالمین۔ پھر قرآن میں جا بجا عظمت و حرمت سے اس کا ذکر اور مخاطبت بھی نام کے ساتھ نہیں بلکہ صفت کے ساتھ ؎

یا آدم ست با پدر انبیاء خطاب
یا ایّھا النّبیؐ خطاب محمدؐ ست

سورہ محمدؐ سورہ فتحؐ، سورہ مزملؐ سورہ مدثرؐ، سورہ طٰہٰ، سورہ والنجم پر منحصر نہیں سارے قرآن میں کہیں آپ کی رسالت، کہیں آپ کی عظمت کہیں آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر کہیں آپ کی اطاعت کی تائید، کہیں آپ سے محبت کی اہمیت اور اسکے ثمرات کا بیان غرض ایک ایک سورہ پڑھتے جاؤ آپ کی سیرت طیبہ کے کسی نہ کسی گوشہ کی جھلک نظر آئے گی۔ اسی لئے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ نے کان خلقہُ القرآن فرماکر اس حقیقت کی جانب اشارہ کر دیا کہ اس ذاتِ گرامی کی نسبت جو بھی سوال کیا جائے اُس کا قرآن جواب دے گا۔

مولانا آزاد نے خوب لکھا ہے کہ :-

"فی الحقیقت یہ چیز منجملہ خصائص قرآن و صاحبِ قرآن کے ہے۔ آج تمام ادیانِ حاضرہ عالم میں کوئی دین بھی ایسا نہیں جس کی کتاب الٰہی اور صاحب و حامل کتاب کے باہمی علاقہ وحدت کا یہ حال ہو کہ دونوں میں سے ہر وجود ایک دوسرے سے

اسی طرح پیوستہ و ملحق اور باہمہ گر شاہد و شہود کا تعلق رکھتا ہو کہ کتاب حامل کتاب کی صداقت پر دلیل و شاہد اور حامل کتاب اصل کتاب کی صداقت پر ۔

"ایں دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند"

**حضور کی مدحت** حضور محب بھی ہیں محبوب بھی۔ آپ اللہ کو چاہتے ہیں اس لحاظ سے محب ہوئے اور اللہ آپ کو چاہتا ہے اس اعتبار سے محبوب ہوئے اسی طرح اللہ تعالیٰ محب بھی ہے اور محبوب بھی لہذا۔

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی

خدا سے پوچھئے شانِ محمدؐ

لیکن بمتابعت فرمان ایزدی قل بفضل اللہ و رحمتہ فبذلک فلیفرحوا عاشقان محمدی نے بھی اس نعمت عظمیٰ ہاتھ آنے پر انبساط و فرحت کا اظہار کیا اور گلہائے عقیدت نچھاور کئے۔ اس میدان میں ہرات کے جامی ایران کے سعدی گوئے سبقت لے گئے ان دونوں کا کلام آج بھی میلاد کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے اور اس کے سننے سے دلوں کو تازگی اور روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن سب کچھ کہنے کے بعد بھی ان دونوں نے اظہار عجز کیا کہ نعت گوئی کا جیسا حق ادا ہونا چاہیئے تھا ادا نہ ہو سکا جامی نے "لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ" بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر کہا تو سعدی نے ؎ دفتر تمام گشت و بیاباں رسید عمر

ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

کہکر یہ حقیقت آشکار کی کہ گو ہم نے لغت و مدحت کے انبار لگا دیئے اور پوری عمر اسی مشغلہ میں گذار دی لیکن پہلا وصف بھی پوری طرح بیان نہ کر سکے اور اسی میں رہ گئے۔ جب ایک وصف بھی بیاں نہ ہو سکا تو دوسرے اوصاف کیا بیان

کرتے۔ الغرض ؎

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

غالب کو یہ خوب ترکیب سوجھی کہ نعت مصطفےٰ کو ذاتِ کبریا کے لئے چھوڑ دیا جائے کہ وہی اپنے محبوب کا مرتبہ جانتا ہے۔ چنانچہ اپنی فارسی نعت کو اس اظہارِ واماندگی پر ختم کیا۔ ؎

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

حضور کے اخلاقِ حمیدہ اور سیرتِ طیبہ کے مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی معترف ہیں۔ یہودی، عیسائی، پارسی، ہندو، سکھ، سبھی آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں عرب، عجم، ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، غرض مشرق و مغرب کی ساری قومیں اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق خراجِ عقیدت پیش کر رہی ہیں۔ سیرتِ طیبہ کی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ مقالے اور نعتیہ کلام کے دفتر کے دفتر نکل رہے ہیں۔ ہندوستان بھی اس بارے میں کسی دوسرے ملک سے پیچھے نہیں ہے۔ انڈونیشیا کے بعد ہندوستان میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آپ کے نام لیوا ہیں اور ہندو بھائی بھی نعتیہ کلام لکھنے اور سنانے میں پیش پیش ہیں:

سرورِ عالم (بابی و امی فداہ) کی یہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے کہ:۔

"مجھے ہند سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آ رہی ہیں"

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے ہندوستانی بچوں کے قومی گیت میں اس حدیث کو نظم میں پیش کیا ہے۔

وحدت کی لے سُنی تھی دُنیا نے جس مکاں سے ۔۔۔ میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے۔

جرمنی کے نامور مفکر گوئٹے نے سرکارِ دو عالم کی مدح میں نعت لکھی فرانس کا مشہور فاتح نپولین آپ کی فتح مندیوں اور کامرانیوں کو پڑھکر سر دھنتا تھا۔ اٹلی کے شہزادہ پرنس کیتانی نے کئی جلدوں میں آپ کی سیرت لکھی جو نہ صرف پڑھنے بلکہ افادہ عام کے لئے انگریزی اور اردو میں ترجمہ کرنے کے قابل ہے۔ انگلستان کے بہت سے انگریزوں کے منجملہ سر ولیم میور (سابق گورنر بنگال) کارلائل اور باسورتھ اسمتھ وغیرہم نے بھی سیرت طیبہ پر کتابیں لکھیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

لندن یونیورسٹی کے پروفیسر عربی الفریڈ گیوم نے سیرۃ ابن ہشام جیسی مستند اور معلومات آفریں کتاب کو انگریزی کا جامہ پہنایا اور لندن یونیورسٹی پریس نے بڑے فخر سے اسے شائع کیا۔ باسورتھ اسمتھ نے اعتراف کیا کہ تاریخ عالم میں سرکارِ عالم جیسی لاثانی شخصیت نہیں گذری۔

"زہے قسمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وقتِ واحد میں تین چیزوں کے بانی ہوئے ہیں۔ وہ ایک مذہب کے بانی ہیں وہ ایک مملکت کے بانی ہیں اور ایک ملت کے بانی ہیں"

اسی طرح امریکی مصنف بھی سیرۃ طیبہ لکھتے ہیں کسی دوسری قوم سے نہیں ہیں۔ واشنگٹن اروِنگ نے سیرۃ طیبہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ابھی حال میں ایک امریکی نے سارے عالم کے سَو ناموروں کے حالات لکھے ہیں اور حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے سارے عالم کے ناموروں میں سرکارِ دو عالم کو سرِ فہرست پیش کیا ہے۔

اُردو میں علی گڑھ کے نامور پروفیسر مولانا شبلی نے سیرۃ طیبہ پر دو ضخیم جلدیں لکھی ہیں۔ پھر مولانا شبلی کے نامور شاگرد رشید مولانا سلیمان ندوی نے

انتھک محنت سے سیرۃ طیبہ پر کئی ضخیم جلدیں لکھی۔ اس طرح سلیمان منصور پوری (سابق جج پٹیالہ ہائی کورٹ) نے "رحمۃ للعالمین" کے نام سے دو جلدوں میں معلومات آفریں کتاب لکھی۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی لکھی ہوئی سیرۃ طیبہ اردو میں ایک اچھی کتاب ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے نامور پروفیسر سید مناظر احسن گیلانی (سابق صدر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی) نے "النبیؐ الخاتم" کے نام سے سیرۃ طیبہ پر ایک دلچسپ اچھوتی کتاب لکھی۔ اس مقبول عام کتاب کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی ایک اور اچھوتی کتاب "ظہور نور" (دنیا میلاد نامہ) کا جدید ایڈیشن ہمارے ٹرسٹ کی جانب سے آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے نامور سپوت، عثمانیہ یونیورسٹی اور پیرس یونیورسٹی کے قابل پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرۃ طیبہ پر کتابیں لکھنے میں اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا سیرۃ طیبہ پر قدیم ترین کتاب سیرۃ لابن اسحاق کے مخطوطے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں ڈھونڈ نکالے اور ایڈٹ کر کے بڑی آب و تاب سے شائع کیا مورخ طبری سے بھی ایک صدی قدیم مورخ بلاذری کی کتاب "انساب الاشراف" (عہد رسالت) کے نسخے ترکی، تونس اور مراکش سے ڈھونڈھ نکالے اور ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ پھر حدیث، سیرۃ طیبہ اور تاریخ اسلام کی کتابوں سے عہد نبوی کے خطوط اور وثیقے وغیرہ اکٹھے کئے اور الوثائق السیاسیہ فی عہد النبیؐ ایک ضخیم کتاب کی شکل میں شائع کئے۔ اردو میں عہد نبوی کا نظام حکمرانی رسول اللہ کی سیاسی زندگی، عہد نبوی کے میدان جنگ، عہد نبوی کا نظام تعلیم وغیرہ نامی کتابیں لکھیں۔ انگریزی میں "محمد رسول اللہ" نامی کتاب میں جو ڈاکٹر صاحب کی عمر بھر تحقیق کا نچوڑ ہے۔ خود ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کو جرمن، فرانسیسی اور ترکی کا جامہ پہنایا ہے۔

ہرات کے نامور شاعر مولانا جامیؔ نے دکن کے سلطان، وزیروں اور عالموں کو اپنا نعتیہ کلام اور سلام بھیجا تھا جو خود ان کی زندگی میں دکن کی میلاد کی محفلوں میں عام طور پر بڑی عقیدت سے سنایا جاتا تھا۔

طوطیٔ ہند حضرت امیر خسروؔ نے اپنا اچھوتا نعتیہ کلام فارسی میں لکھا جو ہند کے علاوہ ایران، افغانستان، سمرقند و بخارا (ترکستان) میں کافی مقبول ہوا۔

بلدہ حیدرآباد میں کئی نامور شاعر پیدا ہوئے۔ سر نظامت جنگ نے انگریزی نعتیہ کلام لکھا۔ فارسی میں ضیاءؔ یار جنگ، آصف سابع حضرت علوی اور مولانا محمود نے عقیدت کے گوہر لٹائے اردو میں اُستادِ سخن امیرؔ مینائی حضرت ماہرؔ، فصاحت جنگ جلیلؔ، حضرت شائقؔ، حضرت اخترؔ، مفتی اشرف علی اشرفؔ خواجہ شوقؔ، حضرت امجدؔ، مولانا معزالدین ملتانی، مولانا سلطان محی الدین سیفؔ، مولانا محمود، حضرت قدرؔ عریفی، سیّد نصیر الدین بسملؔ، خورشید جنیدی اوج یعقوبی حیدر پاشاہ قادری حیدرؔ، علی اختر شاعرؔ محمد نامہ معلمؔ، وقارؔ الغرض کئی شعراء نے نعت گوئی میں کمال پیدا کیا۔ اگر حیدرآباد کے شعراء کی فہرست مرتب کی جائے تو اس کے لئے کئی جلدیں درکار ہوں گی۔

غیر مسلم شعراء میں مہاراجہ کشن پرشاد شادؔ۔ منوہر لعل بہارؔ، باقیؔ، ستار پرشاد راجہ لال راجہ قابلِ ذکر ہیں۔

ہندوستان کے شاعروں میں حضرت رضا بریلوی، ثاقب بدایونی، بہزاد لکھنوی، بیدم وارثی، حفیظ جالندھری، بیکل اُتساہی، سیماب اکبرآبادی، ماہر القادری، شمیم جے پوری اردو شاعروں میں ممتاز حیثیت کے حامل ہوئے۔

## عہدِ رسالت میں میلاد کی مُبارک محفلیں

**نعتیہ کلام کی مجالس** | کعب بن زُہیر اپنے نامور چچا کی طرح عرب کے ایک نامور

شاعر تھے کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے خلاف ہجویہ اشعار لکھتے تھے اور قتل وخون بھی کیا تھا فتح مکہ کے دن سرکار دوعالم نے اعلان کیا تھا کہ اگر کعب بن زھیر ملکہ کے پردوں میں بھی چھپیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ چند دن تو روپوش رہے آخر اللہ نے ان کا دل کھول دیا۔ رسول اللہ کی شانِ رسالت کی مدح میں مشہور امام قصیدہ بانت سعد لکھا۔ مدینہ منورہ میں نماز کے بعد دربار رسالت میں سرِ شام منہ پر نقاب ڈالے حاضر ہوئے۔ دربار رسالت میں خلفائے راشدینؓ کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام حاضر تھے۔ کعب بن زھیر نے بڑی خوش الحانی اور جوش وخروش سے اپنا لاثانی قصیدہ سنانا شروع کیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے۔ بعض اشعار میں اصلاح بھی دی پھر رحمۃ اللعالمین نے نہ صرف کعب بن زھیر کی جان بخشی کی بلکہ اپنی چادر (بردہ) بھی انھیں اڑھادی۔

ہجرت مدینہ کے بعد سرکار دوعالم نے ایک شہری مملکت (سٹی اسٹیٹ) قائم کی اور دس سالہ مدنی زندگی میں دس لاکھ مربع میل پر اسلامی مملکت پھیل گئی فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد آپ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں (ہرقل شہنشاہِ روم، کسریٰ شہنشاہ ایران، مقوقس شاہ مصر، نجاشی شہنشاہ حبشہ خاقان شہنشاہ چین اور ہند کے مہاراجہ اور عرب کے مختلف قبیلوں کے سرداروں کو اسلام کے دعوت نامے لکھے۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف قبیلے آپ کی خدمت میں اپنے وفد بھیجنے لگے۔ وفد کے ساتھ قبیلہ کا شاعر بھی ہوتا اور قدیم رسم ورواج کے مطابق اپنے سردار کی مدح سرائی کرتا دستور کے مطابق شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت ممبر نبی پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت میں قصیدہ اور نعتیہ کلام سناتے (حضرت حسان بن ثابت کے نعتیہ کلام کا ایک حصہ اس میلاد نامہ میں بھی

شریک ہے)

عہد رسالت کے بعد عہد خلافت راشدہ میں بھی حضرت حسّانؓ اپنا نعتیہ کلام سُنایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے حضرت حسّان بن ثابت کو مسجد نبوی میں اشعار پڑھنے سے منع کرنا چاہا۔ حضرت حسّانؓ نے جواب دیا کہ میں نے شعر پڑھے اس شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ مدینہ منورہ کے قدیم ترین امام مالکؒ نے اپنی بے نظیر کتاب الموطا میں بیان کیا ہے کہ "پھر حضرت عمرؓ نے مسجد کے کونے میں ایک جگہ بنادی اور اس کا نام بُطیحا تھا اور حضرت عمرؓ نے اعلان کردیا کہ جو کوئی شعر پڑھنا چاہے تو اس جگہ چلا جائے"

رسول اللہ کے چہیتے نواسے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ تھے امام حسین کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین بیت اللہ کا طواف کررہے تھے اور ان سے مصافحہ کرنے کے لیئے مسلمان ٹوٹے پڑتے تھے۔ اُموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے تجاہل عارفانہ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؛ ملکُ الشعراء فرزوق نے فی البدیہہ یہ اشعار سُنائے۔

هٰذَا الَّذِی تَعرِفُ البَطحَاءُ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ

یہ وہ ہستی ہے کہ جس کو بطحاء بھی جانتا ہے اور حِل وحرم بھی جانتا ہے۔

امام بوصیریؒ سخت بیمار تھے۔ بیماری کی حالت میں رسولؐ اللہ کی شان رسالت میں اپنا مشہور قصیدہ بُردہ لکھا اور اس کی برکت سے شفا پائی۔ آج بھی ساری اسلامی دُنیا میں قصیدہ بُردہ میلادالنبی کی مُبارک محفلوں میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھا جاتا ہے۔ عصرِ جدید کے مصری شاعر شوقیؔ نے بھی جدید طرز میں قصیدہ بُردہ کی نہج پر "نہج البردہ" لکھا ہے اور

پورے عالمِ عرب میں کافی مقبول ہے (نہج البردہ کا اُردو، انگریزی ترجمہ پیشِ نظر ہے)

**میلادِ انبیاء** قرآنِ مجید میں بعض برگزیدہ پیغمبروں خصوصاً حضرت موسےٰ، عیسےٰ، موسےٰ، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسٰی مسیح کی ولادت کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ حضرت یحییٰ کی ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت یحییٰ سے متعلق سُنایا گیا ہے:۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (قرآنِ مجید ج ۱۶ سورۂ مریم ۱۹) ترجمہ:۔ ان پر سلام و رحمت جس دن کہ ان کی ولادت ہوئی جس دن انکی وفات ہوئی اور جس دن زندہ کر کے اُٹھائینگے۔

اسی طرح قرآنِ مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا حال بھی تفصیل سے بیان ہوا ہے اور خود حضرت عیسیٰ کی زبانی سُنایا گیا ہے:۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا (قرآنِ مجید ج ۱۶ سورۂ مریم ۱۹) ترجمہ:۔ سلام رحمت ہے کہ جس دن میری ولادت ہوئی جس دن میں وفات پاؤں گا اور جس دن زندہ کر کے اُٹھایا جاؤں گا۔

مسلمان علماء میلاد النبی کی تفصیل سورۂ والضحیٰ، سورۂ الم نشرح اور قرآنِ مجید کی مختلف سورتوں سے بیان کرتے ہیں قرآنِ مجید کے علاوہ حدیثوں سیرۃ طیبہ کی کتابوں اور اسلامی تاریخوں سے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

**عہدِ رسالت میں میلاد کی مبارک محفلیں** مستند تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عہدِ رسالت میں بعض صحابہ کرام اپنے گھر والوں اور محلہ والوں کو جمع کر کے عید میلاد النبی مناتے اور سرکارِ دو عالمؐ کی سیرۃ طیبہ بیان کرتے تھے۔ اگر اتفاق سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

گذر ان مبارک محفلوں کی طرف ہوتا تو آپ انہیں پسند فرماتے اور حاضرین کو بشارت دیتے۔

حضرت ابو الدرداء صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو عامر انصاری کے مکان گیا۔ حضرت ابو عامر انصاری اپنے بچوں اور قرابتداروں کو جمع کر کے رسول اکرمؐ کی ولادت کے حالات سنا رہے تھے کہ وہ آج ہی کا مبارک دن تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا عامر! اللہ نے تمہارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔[1]

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے مکان پر لوگوں کو جمع کر کے ولادت باسعادت کے حالات بیان کر رہے تھے اور لوگ مسرور ہو رہے تھے اور خدا کی حمد اور رسولِ خدا پر درود بھیج رہے تھے کہ اتنے میں خود سرکارِ دو عالم جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ میری شفاعت تمہارے لیے لازم ہو گئی ہے۔[2]

بعض دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ عہدِ رسالت میں میلاد کی محفل منعقد کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس آخر عمر میں طائف میں منتقل ہو گئے تھے مورخوں اور سوانح نگاروں کا بیان ہے کہ وہ اپنی درسگاہ میں مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق لکچر دیتے تھے ایک دن فقہ پر لکچر دیتے اور ایک دن قرآنی آیتوں کی تشریح اور شانِ نزول وغیرہ بیان کرتے ایک دن حدیثیں بیان کرتے ایک دن مغازی رسول بیان کرتے اور سیرۃ طیبہ پر لکچر دیتے۔

---

۱۔ تفصیل کیلئے دیکھئے جلال الدین سیوطی کی کتاب "سبل الھدیٰ فی مولد المصطفےٰ" نیز دیکھئے ابو الخطاب عمر بن دحیۃ الکلبی کی "التنویر فی مولد البشیر النذیر"

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن حجر مکی کی کتاب المولد الکبیر نیز دیکھئے ابو القاسم محمد بن عثمان کی کتاب "الدر المنظم" نیز سیوطی کی سبل الھدیٰ۔

## حکومت کی طرف سے میلاد النبی کی محفلیں

قصہ مختصر عہدِ رسالت، عہد خلافت راشدہ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین وغیرہم دو صدی تک مسلمان خانگی طور پر میلاد النبی کی محفلیں منعقد کرتے اور سیرۃ طیبہ بیان کرتے۔ مشہور واقعہ ہے کہ عہدِ رسالت ہی جو صحابہ کم عمر یا بچے تھے اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سیرۃ طیبہ سے متعلق دریافت کرتے۔ اُم المومنین بیان فرماتیں کہ خُلقہُ القرآن یعنے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کے سانچے ہی ڈھلی ہوئی قرآن کا پرتو تھی۔

امام سخاوی بیان کرتے ہیں کہ حکومت کی جانب سے سرکاری طور پر جشن منانے کا سلسلہ تیسری صدی ہجری سے شروع ہوا۔ شاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید نے میلاد النبی کا جشن شاہی اہتمام سے کیا اور تین لاکھ دینار صرف کئے جو علمار سیرۃ طیبہ پر کتابیں لکھتے سلطان ابوسعید انہیں گراں قدر انعام بھی دیتا تھا۔

## سلام اور درود شریف کی محفلیں

مسلمان جب تک دنیا میں قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی کی پیروی کرتے رہے آگے کی طرف بڑھتے ہی رہے اور دنیا میں سرخرو رہے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ قرآن مجید کی ہر ہر آیت کو غور سے پڑھیں اور پھر اسی پر عمل کریں بعثت نبی کو قرآنِ مجید میں نعمتِ الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے:۔

| | |
|---|---|
| لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ۰ | اللہ نے مسلمانوں پر بڑی عنایت کی کہ ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان کو انکی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ |

پھر قرآنِ مجید میں بتایا گیا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝
بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے مسلمانو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

اسلامی معاشرہ میں انفرادیت سے زیادہ اجتماعیت پر زور دیا گیا ہے۔ نماز میں امامت ہے۔ حج میں امارت ہے اور حکومت میں خلافت ہے حتیٰ کہ حدیثوں میں بتایا گیا ہے کہ اگر دو آدمی بھی نماز پڑھیں تو ان میں سے ایک امام بن جائے اور دوسرا مقتدی۔ اسی طرح سفر کریں تو ایک کو قافلہ سالار بنانے کا حکم ہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیتوں پر عمل کرنے اور خوشیاں منانے کے لئے مسلمان درود و سلام کی محفلیں منعقد کرتے کائناتِ روحانی کا ظہور ہوتا ہے اسلئے خوشبودار چیزیں مثلاً عود، لوبان، جلاتے۔ خوشبودار پھولوں سے محفل کو سجاتے اور عطر پیش کرتے اور عرقِ گلاب اہلِ محفل پر چھڑکتے۔ پھر بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پلانا تک اسلام میں کارِ خیر ہے۔ اسلئے دوست احباب کے علاوہ غریبوں، یتیموں وغیرہم کو کھانا کھلاتا اور شربت پلاتا یا کم از کم کوئی میٹھی چیز جلیبی، بوندی وغیرہ حاضرینِ محفل میں تقسیم کرتے کیونکہ یہ کامرانیاں اور سرفرازیاں رسول اللہ کے طفیل ہوئیں ؎

ہرا کر گیا سب کو بارانِ عرب کا
سفید اور سیاہ پر ہے احسان عرب کا — حالیؔ

## میلاد النبی اور سیرۃ کی ضرورت

گذشتہ دو صدیوں سے اسلامی دنیا کو مغربی خوب لوٹ رہی ہیں کہیں اب کچھ نجات ملی ہے تو زور و شور سے میلاد اور سیرۃ طیبہ کی مبارک مجلسیں منعقد کرنے کی ضرورت ہے خود قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص

خصوصیت کو اُجاگر کیا گیا ہے :-

| | |
|---|---|
| وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (قرآن پ۹ سورۃ الاعراف ع۷) | وہ لوگوں سے اسی بوجھ کو اور ان بیڑیوں کو جو ان کے اوپر تھیں اُتار پھینکتا ہے۔ |

بیڑیاں سیاسی بھی ہو سکتی ہیں، معاشی اور معاشرتی بھی۔ ذہنی غلامی اور احساس پستی کی بھی۔ پھر حدیثوں میں خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جانفزا مژدہ سنایا ہے۔

| | |
|---|---|
| إِنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِي۔ | میری مصیبتوں کو یاد کرنے سے مسلمانان کی تمام مصیبتیں ہلکی معلوم ہوتی تھی۔ |

(امام مالک، کتاب الموطا ج ا ص ۲۳۵ مطبوعہ مصر)

اسلامی آزادی، مساوات، عالمی برادری، آخرت اور عام لازمی تعلیم کا علمبردار ہے لیکن جن ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت اور حکومت ہے وہاں کے مسلمان ہنوز سوویٹ روس، امریکہ، دیگر یورپی اقوام اور اسرائیل کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہیں۔ اس پر مستزاد عام اور لازمی تعلیم بھی عام نہیں ہے اور جن ملکوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں اکثریت ان کا ہر طرح استحصال کر رہی ہے۔ آج بھی اس کا تماشہ فلپائن، منگولیا، چین، ہندوستان، نیپال، تبت، سوویٹ روس اور اس کے زیر اثر ملکوں یونان، بلغاریہ، رومانیہ، یوگوسلاویہ اور البانیہ وغیرہ میں دیکھ رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان تعلیم دینی تعلیم اور ٹکنیکل تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ بے روزگاری اور اکثریت فرقہ واریت کا شکار ہیں اس کا حل یہی ہے کہ قرآن، سیرۃ طیبہ کی تعلیم عام کی جائے۔ علوم اسلامیہ کی عربی کتابیں جتنی زیادہ قدیم ہی اتنی ہی زیادہ ان میں جان اور زندگی ہے کہ

مسلمان آگے بڑھ رہے تھے اور شاہراہ ترقی پر گامزن لئے سیرۃ طیبّہ کی قدیم کتابوں مثلاً سیرۃ ابن اسحاق کا اُردو ترجمہ سیرۃ ابن ہشام کے مابقی جلد سوم حصّہ کا اُردو ترجمہ جس کو دارالترجمہ نے ہنوز شائع نہیں کیا۔

جسٹس مولانا ابو الفضل سیّد محمود قادری نے جو جدید وقدیم دونوں علوم کے حامل اور متعدد دینی وادبی کتابوں کے مصنّف ہیں حالات حاضرہ کے تقاضوں کو اپنی دور رس نظروں سے تاڑ لیا اور یہ تصفیہ کیا کہ اسلامی ثقافت اور لٹریچر کی حفاظت اور اشاعت اسی وقت ممکن ہے جبکہ اسلامی شعور وجذبہ رکھنے والے اصحاب ایک مرکز سے وابستہ ہو کر اجتماعی طور پر جدوجہد کریں۔ اس مقصد کے پیش نظر انہوں "معارف اسلامیہ ٹرسٹ" کے قیام کی تجویز مجلس انتظامی انجمن معین الملّت کے سامنے رکھی جس کو باتفاق آراء منظور کر لیا گیا صدر انجمن و معارف اسلامیہ ٹرسٹ کی اپیل پر اصحاب خیر نے دست تعاون دراز کیا جس کے بدولت فن تذکرہ کی مشہور ونایاب قلمی کتاب مشکوٰۃ النبوۃ کا فارسی سے اُردو میں ترجمہ آٹھ جلدوں میں شائع ہوا۔ پہلی پانچ جلدوں کا صدر موصوف نے خود ترجمہ کیا اور باقی تین جلدوں کا ان کے فرزند رشید سید وحید القادری عارف نے کیا۔ حضرت شاہ رفیع الدین قندھاری کی مشہور کتاب "ثمرات مکیہ" فارسی میں ہے اور اب تک شائع نہیں ہوئی۔ ٹرسٹ کی جانب سے اس کتاب کی زیراکس کاپی جناب یعقوب عمر صاحب ریڈر فارسی نظام کالج کو بغرض ترجمہ حوالہ کی گئی ہے۔ ترجمہ مکمل ہونے کے بعد یہ کتاب بھی زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔ اصحاب خیر اپنے گراں قدر عطایا سے ٹرسٹ کو مستحکم کر دیں تو نشر واشاعت کا کام میں اور تیزی پیدا ہو جائے گی۔ ماہ ربیع الاوّل کے لئے منجانب ٹرسٹ دو تحفے پیش ہو رہے ہیں

پہلا تحفہ "فضائل مصطفٰے" کا ہے جو صدر نشین ٹرسٹ کا قلمی شاہکار ہے جسکو گذشتہ سال زیارتِ حرمین شریفین کے موقع پر انہوں نے لکھا تھا۔
دوسرا تحفہ "ظہورِ نور" (نیا میلاد نامہ) ہے۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی کی یہ اچھوتی معلومات آفریں کتاب آج سے ۳۲ سال قبل طبع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی۔ اب معارف اسلامیہ ٹرسٹ نے دوبارہ طباعت کا انتظام کیا ہے۔ کیونکہ عرصہ سے یہ کتاب ناپید تھی۔ اس کی ایک زیروگراف کاپی مولوی محمد عتیق صاحب بی۔اے (عثمانیہ) وظیفہ یاب مددگار باب حکومت نے دی اور مطبوعہ نسخہ ڈاکٹر افضل الدین اقبال نے اے، پی ایچ ڈی لکچرار عثمانیہ یونیورسٹی نے فراہم کیا۔ یہ دونوں اصحاب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں ٹرسٹ کا مقصد ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی ایک مشن (پیام) بن جائے۔ وہ مشن ابھی پورا نہیں ہوا ہے سو

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کردے (اقبال)

اور ہمیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ پر عمل کی توفیق عطا فرما۔

ڈاکٹر محمد یوسف الدین
صدر شعبہ مذہب و ثقافت عثمانیہ یونیورسٹی
حال مشیر اعلیٰ معارف اسلامیہ ٹرسٹ

یکم ربیع الاول ۱۴۰۶ھ
۱۵ نومبر ۱۹۸۵ء

# فضائلِ مصطفےٰ

اثر

## خامۂ سحر نگار

(صدر نشین "معارف اسلامیہ ٹرسٹ")

مولانا ابو الفضل سیّد محمود قادری خلیفہ نقیب الاشراف بغداد حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین گیلانی

## عنوانات

صلے اللہ علیہ وسلم

# ظہورِ نور

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ[1]

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[2]

(قرآن ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳ ع ۷)

## وقوع سے پہلے واقعات سے آگاہی

نیل کی سرسبز وادی میں ایک منظر پیش آتا ہے، بوڑھی ماں بوڑھا باپ اپنے گیارہ بیٹوں کے ساتھ ایک جلیل القدر جمیل پیکر انسان کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ خدا جانے کب پیش آیا لیکن اس سے تقریباً چالیس پچاس برس پیشتر فلسطین کے ایک گاؤں میں ایک معصوم اور خوب صورت بچہ اپنے بزرگ باپ کی گود میں بیٹھا بیٹھا کہہ رہا تھا: "اباجان! رات میں نے عجب تماشا دیکھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سورج اور چاند اور ان کے ساتھ گیارہ ستارے میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں"[3]

مقدس باپ بچہ کے منہ پر ہاتھ رکھتا ہے اور گھبرا کر کہتا ہے کہ "بیٹا! اس خواب کو کسی سے نہ کہنا"[4] یہ کیا تھا؟ قرآن میں ہے کہ مصر ہی کا واقعہ تھا جسکی تمثالی تجلی

---

[1] قرآن ج ۶ سورہ مائدہ ۵ ع ۳ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔

[2] ترجمہ بیشک اللہ اور اسکے فرشتے رسول اللہ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔

[3] اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ طا قرآن ج ۱۲ سورہ یوسف ۱۲ ع ۱

[4] قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۱ قرآن ج ۱۲ (سورہ یوسف ۱۲ ع ۱)

کنعانی بچے کی روح لطیف پر برسوں پہلے چمک گئی تھی۔

اسی دریا کے ساحلی شہر میں ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ وہ انگور کا رس نچوڑ رہا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے اس کو یہ بات بتائی کہ تم پھر سے بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت کرو گے یہی واقعہ پیش آتا ہے اور بادشاہ کا ساقی اس خدمت کو اس وقوع میں آنے سے پہلے دیکھ لیتا ہے[۱] اسی قید خانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ایک مجرم سولی پر چڑھایا گیا ہے تڑپ تڑپ کر اسی پر دم توڑتا ہے۔ گدھ گرتے ہیں چیلیں منڈلاتی ہیں اور اس کے گوشت کو نوچ نوچ کر لے جاتی ہیں قرآن میں ہے کہ اس واقعہ کے وقوع سے بہت پہلے جیل خانہ میں جو ایک مجرم نے یہ دیکھا تھا کہ میرے سر پہ روٹیاں ہیں اور پرندے اس کو اچک اچک کر لے جاتے ہیں[۲]۔ وہ اسی واقعہ کی ایک دوسری تصویر تھی جو وقوع سے پہلے مرنے والے کو نظر آگئی تھی۔

سنہری مسہری پر ایک جبار بادشاہ لیٹا ہوا ہے کیا دیکھتا ہے کہ سات موٹی گائیں سامنے آئیں سات دبلی گائیوں کو نگل گئیں۔ اسی کے ساتھ وہ سات خشک اور سات ہرے خوشوں کو دیکھتا ہے[۳]۔ اس پر ایک زمانہ گذر جاتا ہے۔ ملک اس کا آباد سرسبز ہے کھیتیاں ہری بھری ہیں غلوں سے کوٹھے بھرے ہوئے ہیں کہ یکایک قحط پڑتا ہے اور مسلسل سات سال تک رہ جاتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ بادشاہ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ اسی قحط کی ایک مثالی صورت تھی جو ہونے سے پہلے بادشاہی روح کو نظر آگئی تھی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے بلکہ ایسا ہوا اور ہوتا رہتا ہے نیند ہی میں نہیں بلکہ بیرونی

---

[۱] قَالَ اَحَدُھُمَا: اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا۔ [۲] وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ (قرآن ج ۱۲ - سورہ یوسف ۱۲ ع ۵) [۳] وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ط (قرآن ج ۱۲ - سورہ یوسف ۱۲ ع ۶)

حواس کے تعطل کی وجہ سے رُوح انسانی کو بلند پروازیوں کا کافی موقع ملتا ہے اسی لیے بیداری میں بھی ہونے والے واقعات سے آگاہی کی صورتیں ان کے وقوع سے پہلے کبھی کبھی پیش آجاتی ہیں اور پیش آتی رہتی ہیں۔

کھجور کے ہرے بھرے باغوں کے جھنڈ میں ایک خوبصورت آبادی ہے اس میں آسمان و زمیں بلکہ آسمان و زمین کا جو حقیقی سرچشمہ ہے اس کی پیار و محبت کام کر رہتا ہے۔ دل کے اندھوں کی ایک جماعت اس پاک اور پیارے قصبہ کو گھیر لیتی ہے۔ کنکریاں ہمالیہ سے ٹکرانا چاہتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آبادی کے سامنے ایک گہری خندق کھودی جائے۔ بات مان لی جاتی ہے۔ لنگوٹ باندھ کر پہاڑ کے کھوہ میں بھی ریاضت کی جاتی ہے لیکن سرمست درویشوں کی یہ عجیب جماعت ہے۔ بجائے کھوہ کے میدان جنگ میں خندق کھودتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اصل ریاضت یہی ہے برستے ہوئے بادل کڑکتی ہوئی بجلیاں جب اندھیری راتوں میں بیاباں کو دہشتناک بنادیتی ہیں کہتے ہیں کہ دھیان جمانے میں اِن سے غیر معمولی مدد ملتی ہے۔ لیکن یہاں خیال ہے کہ برستے ہوئے تیر چمکتی ہوئی تلواروں کی چھاؤں میں توحید کی مشق زیادہ بہتر طریقے سے انجام پاتی ہے۔

مجاہدہ اور ریاضت ہی کے سلسلے میں خندق کی کھدائی کا یہ کام بھی ہے۔ ماننے والے بھی کھدائی کے اس کام میں مصروف ہیں اور جس کو اپنا پیشوا اور سردار انھوں نے مان لیا ہے۔ وہ بھی بجندہ جبیں ہاتھ بٹا رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اپنی سرداری اور پیشوائی کا خیال کئے بغیر وہی سب کچھ وہ بھی انجام دے رہا ہے مٹی کھودنے کھود کر ڈھونے اور باہر پھینکنے میں وہ بھی مشغول ہے۔ کھدائی کا یہ کام جوش و خروش کے ساتھ یوں ہی جاری ہے کہ اچانک ان ہی میں سے ایک درویش جو ایران سے ڈھونڈتے ہوئے ملکوں ملکوں قبیلوں قبیلوں سے گذرتے ہوئے ان

اُمّی عربی درویشوں میں آکر گھل مل گیا ہے، اسی مبارک قصبہ میں اس کو اپنی جان کے مطلوب، روح کے محبوب کا پتہ دیا گیا تھا اور یہیں پہنچ کر اسی کے قدم تک پہونچنے میں وہ کامیاب ہوگیا تھا جسے خدا ہی جانتا ہے کتنے سالوں سے اس نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اور تلاش کیا تھا! پھاوڑا جو اسی ایرانی درویش کے ہاتھ میں تھا بجائے مٹی کے پتھر کی ایک چٹان پر پڑتا ہے اچانک ایک روشنی چمک اٹھتی ہے پھاوڑا پھر اسی پتھر پر چلا دیا جاتا ہے، روشنی پھر چمک اٹھتی ہے پھر پھاوڑا چلتا ہے اور روشنی چمکتی ہے، تین تین دفعہ روشنی کی اس جگمگاہٹ نے آخر بے اختیار کردیا اور مڑکر اسی سے جس سے سب کچھ پوچھا جاتا تھا روشنی دیکھنے والے درویش نے پوچھا

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! یہ روشنی کیا تھی، جواب میں فرمایا جاتا ہے وَقَدْ رَاَیْتَ ذَالِکَ یَاسَلْمَانُ ! اے سلمان! کیا تم نے بھی یہ روشنی دیکھی، ہاں! یارسول اللہ! یہ روشنی مجھے بھی نظر آئی اسی کے بعد اس راز کا افشا کیا گیا کہ ایرانی درویش کی روح میں بھی لطافت پیدا ہوچکی تھی۔ جو کچھ آنے والے زمانے میں سر کی آنکھوں کے سامنے آنے والا ہے اس کی ایک تجلی تھی جو اس وقت چمک اٹھی ہے، پھر سمجھایا جارہا تھا۔

"پہلی روشنی میں یمن کھولا گیا۔
دوسری روشنی میں مغرب اور شام کھولا گیا۔
تیسری روشنی میں مشرق کھولا گیا"

برسوں کے بعد جب یہ ممالک کھلتے اور فتح ہوتے چلے جاتے تھے تو درویشوں کی اس ٹولی کا ایک وارستہ مزاج درویش یہ اعلان کرتا جاتا تھا رضی اللہ عنہ۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ بِیَدِہٖ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں

مَا فَتَحْتُمْ مِنْ مَدِيْنَةٍ وَلَا تَفْتَحُوْنَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَقَدْ أَعْطَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحَهَا قَبْلَ ذٰلِكَ ٭

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۸۹) علہ

ابو ہریرہ کی جان ہے کہ تم لوگوں نے جس شہر کو بھی فتح یا جس کو قیامت تک فتح کروگے ان کی کنجیاں خدائے تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے دے چکا ہے۔

کیا یہ خواب میں دیکھا گیا؟ سب جاگ رہے تھے کام بیداری کی حالت میں انجام پا رہا تھا مگر سب نہیں دیکھتے انھوں نے دیکھا جو ایسی باتیں دیکھتے ہیں اور ان کے صدقے میں اس نے بھی دیکھا جو سب کچھ چھوڑ کر ان کے دروازہ پر آ کر بہ گیا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سورج گہنا گیا ہے تاریکی یکایک پھیل جاتی ہے کوئی کچھ سمجھتا ہے اور کوئی کچھ دہقانی گھبرا جاتے ہیں کسی کو دنیا کی بربادی کا خطرہ ہے۔

قسطنطنیہ کی رصد گاہوں میں سیاہ شیشوں سے آفتاب کے مستور حصہ کی نمائش ہو رہی ہے۔ یونان کے منجم مسکرا مسکرا کر کہہ رہے ہیں کہ اب دو گھنٹے اور باقی ہیں کہ چاند زمین اور آفتاب کے درمیان سے ہٹ جائے۔

اسکندریہ کے مینار پر طالب العلموں کا ایک ہجوم ہے پروفیسر گردنیں بڑھا بڑھا کر بتا رہے ہیں کہ دیکھو! اس وقت کس ملک میں کتنا حصہ قرص شمس کا چھپا ہوا۔

---

علہ حافظ ابن حجر نے نسائی اور مسند احمد کے حوالہ سے اسی روایت کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سند اس روایت کی حسن ہے اسی میں ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر پھاوڑا چلاتے تھے تین ضربت میں چٹان ٹوٹی اور ہر ضرب پر روشنی چمکی پہلی دفعہ روشنی دیکھ کر ارشاد ہوا اللہ اکبر شام کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور خدا کی قسم بصریٰ (شام کا ایک شہر) کے سرخ قصور و محلات کو میں دیکھ رہا ہوں۔ دوسری دفعہ فرمایا کہ فارس (ایران) کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔ اور مدائن (پایۂ تخت ایران قریب شہر بغداد) کے سفید محلوں اور ایوانوں کو میں دیکھ رہا ہوں۔ تیسری دفعہ فرمایا کہ اللہ اکبر یمن کی کنجیاں حوالے کی گئیں اور صنعاء کے دروازوں کو میں اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں (فتح الباری ص ۳۱۸ جلد ۷ مطبوعہ مصر)

ہو گا، جنوب میں اتنا، شمال میں اتنا۔

ہندوستان کے تالابوں میں چوٹیاں بڑھائے ہوئے لنگیاں باندھے لوگ تالابوں میں، دریاؤں میں، ندیوں میں کود رہے ہیں۔ ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، ایک دوسرے کے ساتھ چہل میں مصروف ہیں، کسی کے جی میں آتا ہے تو دان بھی کر رہا ہے۔

لیکن ان سب سے الگ ایک ریگستانی آبادی میں نور کا ایک مجسمہ ڈھلا ہوا۔ مُبتلا، وقار و متانت کے ساتھ آفتاب و ماہتاب کے سامنے نہیں، رصد گاہ دوربیں کے آگے نہیں، بلکہ اسی کے آگے جس کے آگے سب کچھ ہے وہ جھکا ہو۔ کثرت سے ہٹ کر وحدت کے نقطہ نظر پر اپنے کو اپنے سارے احساسات سمیٹ کر سمو لیا ہے اسی میں غرق اور ڈوبا ہوا ہے، اس کے پیچھے قدوسیوں کا ایک مجمع اسی عقیدت کے ساتھ عالم کی مرکزی قوت میں جذب ہو گیا ہے۔ کسی کو کسی کی خبر نہیں جیسے جیسے آفتاب کا مستعار نور گھٹ رہا ہے۔ سرمدی روشنی کے سمندر میں ہیجان ہو رہا ہے۔ حقیقت بڑھ رہی ہے مجاز گھٹ رہا ہے۔ جو نہ تھا وہ نہیں ہو رہا اور جو تھا وہی ہو رہا ہے اس وقت دریائے نور میں جنبش ہوئی ہے آگے بڑھنا پیچھے ہٹتا ہے جب حال مقام سے بدل جاتا ہے، سکون پیدا ہوتا ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ آگے کیوں بڑھے اور پیچھے کیوں ہٹے؟ آپ نے فرمایا۔

إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُودًا وَلَوْ أَصَبْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَأُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ (بخاری جلد ۱ ص ۱۳۱)

میں نے جنت کو دیکھا اور ایک خوشہ انگور کا لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی تم اس سے کھاتے رہتے اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی آج سے زیادہ دہشتناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو جو قیام قیامت اور حساب و کتاب کے
جہنم میں جائیں گے ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے جہنم
میں دیکھا جو واقعہ مستقبل اور آنے والے زمانہ میں پیش آنے والا ہے اس کے مکاشفہ
کی ایک شکل کے سوا اس مشاہدہ کو اور کیا سمجھا جائے۔ پھر یہی نہیں "الجنۃ" جس کی وسعت
قرآن ہی کی رو سے آسمان و زمین کی وسعت کے جیسی ہے اس کے لیے بھی مدینہ منورہ کی
مسجد نبوی کی دیوار میں جگہ نکل آئی اور جہنم کے لئے بھی مشاہدہ قطعی ہے، لیکن اس
مشاہدہ کا تعلق علم و ادراک کے عام ذرائع سے نہیں ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان
ساری جانی پہچانی عام اور مشہور واقعات کو مانتے ہوئے ان مشاہدات و مکاشفات
سننے سے لوگوں میں وسوسے کیوں پیدا ہوتے ہیں جن کا ذکر خاتم النبیین سیّد المرسلین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی میلاد مبارک کے سلسلہ میں بیان کئے جاتے ہیں۔
آخر مصر کے قحط کو ایک جابر بادشاہ اس کے وقوع سے پہلے اگر دیکھ سکتا ہے،
ایک مجرم قیدی اپنے سولی پانے کا تماشا مدتوں قبل جیل خانہ کی بند کوٹھڑی میں
بحالت خواب ملاحظہ کر سکتا ہے حالانکہ نظام تکوینی میں نہ مصر کے قحط کو
چنداں دخل ہے نہ ایک معمولی قیدی کے سولی پانے کا واقعہ عالم کے سمندر امواج
میں ایک بلبلے سے زیادہ وقعت رکھتا ہے، مگر ان واقعات کو قرآن کی
شہادت ہے کہ وقوع سے دیکھا گیا۔

**میلاد مبارک انکشاف صدیوں پہلے**

پھر کیا ہوا جب محمد سب قوموں کا رہبر نبی (ﷺ) آرہا تھا تو
دو ہزار سال پہلے سینا کے جلالی پیغمبر نے دس ہزار قدوسیوں
کے ساتھ روشن شریعت ہاتھ میں لئے ہوئے (استثناء باب ۲-۲۳)
ہوئے دیکھا۔ بے شک یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال
بعد ظہور پذیر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم دس ہزار صحابہ کی جھرمٹ میں

مکہ معظمہ کی گلیوں میں داخل ہوئے[1]۔ اور اسی واقعہ کی ایک غیبی تجلی تھی جس کا عکس قلب موسوی پر دو ہزار برس پیشتر ہی چمک اٹھا تھا۔

یسعیاہ نبی فلسطین میں صدیوں پیشتر اعلان کرنے لگے۔

"حکم پر حکم قانون پر قانون تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں ہوگا" (۲۸/۱۳) ہوا تو سات آٹھ سو برس بعد کہ قرآن مجید کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں نازل ہوا لیکن دیکھا گیا بہت پہلے، کیونکہ اس سے زیادہ اہم واقعہ عالم ایجاد میں کوئی نہیں ہونے والا تھا۔

اور ایک موسیٰ اور یسعیاہ کیا، ان صاف دلوں پاک روحوں میں ایسا کون تھا جس نے ہنگامہ تکوین کی اس سب سے بڑی موج کی جنبش کو نہیں دیکھا۔ سلیمانؑ کو اس قسم کا لبلاز بس شیریں اور وہ سراپا "محمدؐ" (ستودہ صفات) نظر آیا[2]۔ داؤدؑ نے اس کے

---

[1] بخاری شریف کے الفاظ میں اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِی رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَمَعَہٗ عَشَرَۃُ آلَافٍ (یعنی مدینہ منورہ سے فتح مکہ کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس صحابیوں کے ساتھ نکلے (بخاری غزوۃ الفتح۔ دوسری حدیث) سیناء کی روشنی میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو رکھا گیا جس کو دیکھ کر وہ چلائے:

"خدا سینا سے نکلا سعیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ" (توریت) فاران مکہ کی پہاڑیوں کا نام ہے "خطبات احمدیہ" میں سرسید نے اس پر مفصل بحث کی ہے۔ توراۃ کی کتاب کے جو تراجم ۱۹۳۵ء سے پہلے شائع ہوئے ہیں ان میں "دس ہزار" ہی کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن خدا ہی جانتا ہے ۱۹۳۵ء کے ترجمہ میں بجائے دس ہزار کے "لاکھوں" کا لفظ پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تحریف کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

[2] اردو کے ترجمہ میں "محمدؐ" کے لفظ کا ترجمہ مختلف الفاظ میں کیا گیا ہے کبھی ستودہ صفات عشق انگیز" لیکن عربی ترجمہ کے مطبوعہ نسخہ میں "محمدیم" کا لفظ آج تک موجود ہے۔ ۱۲

[3] بدر اور حنین میں کنکریاں لے کر دشمن کی صفوں میں پھینکی گئیں۔ احد میں ابی بن خلف وغیرہ مطابق اس بھالے سے زخم کھا کر مرا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلایا تھا۔ بیروں سے بھی داہنے ہاتھ کے کام دکھائے گئے (در منثور)

[4] باب ۶ غزل الغزلات۔

ہاتھ کے ہیبت ناک کام (زبور باب ۴۵) مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ کے تماشے عجمی نبی نے سب قوموں کو ہلتے ہوئے (باب ۲) حضرت مسیح نے سب کچھ کہتے ہوئے سچائی کی ساری راہیں بتلاتے ہوئے (یوحنا باب ۱۶/۱۳) اپنے عہد پاک میں دیکھا۔[1]

ان لوگوں نے تو اُس وقت دیکھا جب کہ وہ اس عالم سے دور تھا لیکن جوں جوں وہ موج اعظم غیب کے پردوں کو چاک کرتی ہوئی نقاب پر نقاب اُلٹتی ہوئی عبدالمطلب کے صلب مبارک تک پہنچ گئی اور وہاں سے حضرت عبداللہ اور عبداللہ سے حضرت آمنہ تک منتقل ہوئی تو کیا ہونا چاہیئے تھا!

روایتیں نہ ہوتیں تو عقل سمجھتی کہ بہتوں نے اسے دیکھ لیا ہوگا' سینکڑوں پر اس کی ظاہر ہونیوالی تجلی کسی نہ کسی شکل میں پرتوفگن ہوئی ہوگی' لیکن جب عقل کی تائید نقل سے ہو رہی ہے تو پھر ان واقعات کے بیان کرنے سے "کنوؤں کے مینڈک ہی نہیں بلکہ سمندر کے نہنگ بھی گھبراتے ہیں' شرماتے ہیں' دور از کار کہہ کر اس کو ٹالنا چاہتے ہیں' یا بقول شخصے ہر نتو خیرا جیسے پیدا ہوتے ہیں العظمۃ للہ اسی طرح دنیا میں وہ پیدا ہوا تھا جس کے لئے سب کچھ پیدا ہوا صلی اللہ علیہ وسلم' حالانکہ میں بتا چکا ہوں۔"

---

[1] حضرت عیسیٰ ؑ یہ کہتے ہوئے دنیا سے ناکام ہی سدھارے کہ "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں' پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنے سچائی کی روح آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی' بلکہ جو کچھ سنے گی سو کہے گی" (یوحنا کی انجیل باب ۱۶' ۱۲' ۱۳) قرآن پاک میں ہے کہ :-

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ (قرآن سورہ نجم)

پھر جاتے ہوئے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ: "پر اب اس پاس جس نے مجھے بھیجا ہے جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؛ بلکہ اس لیے کہ میں نے تمہیں یہ باتیں کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لیے فائدہ مند ہے بس اگر نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس آئیگا پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (یوحنا انجیل باب ۱۶ آیت ۷ تا ۱۱)

کہ مصر کے مجرم قیدی کے سولی کا واقعہ جب غیب میں کوئی نہ کوئی رنگ اختیار کر لیتا ہے،
جسے سلسلہ موجودات میں کوئی اہمیت نہیں تو پھر قیاس کرنا چاہیئے کہ عالم جس کیلئے
ہے اور وہ جو سارے عالم کے لیے ہے اور خود حق کی زبان میں ہر ذرہ کائنات کے لئے
جو رحمت ہے اگر ظہور سے پہلے اسی کی غیبی تجلیوں کا کشف کسی کو خواب میں یا کسی کو
بیداری میں ہوا تو اچنبا کرنے والے کیوں پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور کیسے ہوا۔
میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کو ہر سچی جھوٹی روایت پر ایمان لے آنا چاہیئے محدثین نے
تنقید روایات کے جو اصول مقرر کئے ہیں ان سے لاپروائی اختیار کر کے میرا قطعاً
مدعا یہ نہیں ہے کہ دیوانے جو کچھ پھیلاتے رہیں اُسے ابلہوں کا طبقہ بلا چوں و چرا
مانتا چلا جائے۔

## تاریخ و حدیث میں فرق

لیکن حدیث اور تاریخ میں فرق کرنا ضرور ہے۔
حدیث سے عقائد اور احکام پیدا ہوتے ہیں۔
اس لیئے اس میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے لیکن تاریخ سے فقط واقعات
معلوم ہوتے ہیں۔ پھر جس معیار پر عموماً تاریخی روایتیں جانچی جاتی ہیں ان ہی پر
میلاد مبارک کی روایتوں کو بھی چاہیئے کہ جانچا جائے کیونکہ میلادی روایتوں سے
نہ عقیدہ کا پیدا کرنا مقصود ہے اور نہ کسی قانونی حکم کے استنباط میں ان سے کام
لیا جاتا ہے۔ ایک واقعہ ہوا ہے بس اتنا ہی ظاہر کرنا ہے اور اس کے لئے صرف
یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ گرد و پیش کے حالات اس کے مؤید ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ
واقعات کے امکان کے لئے قریبی قرائن موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور اس کے بعد
ایسے ذرائع جن پر تاریخ میں اعتماد کیا جاتا ہے ان کے توسط سے ہم تک کسی واقعہ کے
وقوع پذیر ہونے کی اطلاع پہنچتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے انکار کی گنجائش
عقل ہو یا منطق آخر خواہ مخواہ کیسے اور کیوں پیدا کرے گی!

یہ ایک بڑا مغالطہ ہے کہ محدثین کی کڑی تنقید کا حربہ تاریخی روایتوں پر بھی چلا دیا جائے۔ حالانکہ اگر ایسا کیا جائے گا تو دنیا کی تمام تاریخیں نہ صرف قدیم زمانہ کی بلکہ زمانہ حال کے متعلق جو تاریخی روایتیں جمع کی جاتی ہیں یقین کیجیے کہ یکایک ان کا سارا دفتر بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ آخر کس قوم کی تاریخ اس طریقہ سے مرتب ہوئی ہے کہ اس کے ہر واقعہ کی سند شاہد عینی تک مسلسل پہونچتی ہو پھر سلسلہ کا ہر راوی صدوق (سچا) متقی (پارسا) قوی الحافظہ، عادل، ضابطہ الغرض ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے بلند ہو اور حفظ روایت کے لئے اس کے پاس تمام فطری قوتوں سے ممکنہ حد تک آراستہ و پیراستہ ہو اس کے حافظہ میں بیان کرنے میں سمجھنے میں کسی قسم کا جھول نہ ہو۔ اللہ اکبر یونان و روما ایران و ہند عرب و اندلس کی تاریخیں تو خیر ہمارے زمانہ کی عالم گیر جنگوں کے حوادث جو گذرے ہیں کیا ان میں پیش آنیوالے واقعات جن کا مورخین اپنی کتابوں میں ذکر کر رہے ہیں یا آیندہ کریں گے محدثین کے تنقیدی معیار پر واقعہ تو یہ ہے کہ ان کی تصحیح آسان نہیں ہے۔ احکام و قوانین جن حدیثوں سے پیدا ہوتے ہیں ان کو اپنے مقررہ معیار پر جانچ جانچ کر محدثین نے مسلمانوں تک جو پہونچایا ہے میرے نزدیک تو یہ بھی عظیم الشان معجزہ ختم نبوت کا اسی طریقہ سے ہے جیسے قرآن مجید کا ہزارہا فتنوں اور مصائب سے بچ کر پاک و صاف نکل آنا اور دنیا میں اعتماد و اطمینان کی پوری ضمانتوں کے ساتھ باقی رہنا اس آخری نبوت کے معجزہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

بہرحال عقل کا تقاضہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب ظہور سے پہلے غیب کے مختلف پردوں پر آمد آمد کی مختلف تجلیاں تڑپ رہی ہوں گی۔ ملکوت و جبروت و مثال ہر مقام کی یہی ہنگامہ آرائیاں خواب یا بیداری میں لوگوں پر اگر منکشف ہوئیں اور مکاشفاتی رنگ میں پانیوالے ان کو اگر پاتے

رہے ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ ان واقعات کو حیرت سے کیوں سنتے ہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس نوعیت کی آگاہیوں کا تذکرہ اگر نہ کیا جاتا تو یہ واقعہ محل تعجب ہو سکتا تھا۔

آخر اس کے بھی کوئی معنی ہیں کہ بادشاہ کا ساقی اپنی اس خدمت کو اس کے وقوع سے پہلے ایک خاص رنگ میں دیکھ لیتا ہے[1]۔ حالانکہ یہ بھی کوئی واقعہ ہے۔ لیکن جب "آسمان کی بادشاہت[2]" کا زمانہ بالکل قریب آجاتا ہے تو سوچنے والے آخر کس طرح سوچتے ہیں کہ اس وقت کچھ نہ ہوا۔

اب لوگوں کو کیا کہئیے پہلے تو تاریخی واقعات اور آثار و احادیث جن سے مسلمانوں کی دینی زندگی کے قوانین پیدا ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں جو جوہری امتیاز ہے اس سے چشم پوشی کی گئی اور کیا عرض کیا جائے صحیح اور غلط روایتوں میں تمیز کے لیئے بعضوں میں روحانی بصیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بھی لوگ عموماً محروم ہوتے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں کے ایسے اکابر مثلاً حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ المتوفی ۲۷۳ھ جب میلادی واقعات کو بیان فرماتے تھے تو سند کے جھگڑے سے الگ ہو کر لکھا ہے کہ اپنی روحانی بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے فرماتے:۔

"جب اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ کے بطنِ مبارک میں

---

[1] قرآن میں ہے کہ ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور نچوڑ رہا ہوں حضرت یوسفؑ نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تم بادشاہ کو شراب پلانے کی خدمت کرو گے اور یہی واقعہ پیش آیا۔ قَالَ اَحَدُهُمَا اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ... اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا (قرآن ج ۱۲ سورہ یوسف ۱۲ ع ۱)

[2] انجیل متی ۲:۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ کی طرف اشارہ ہے کہ گلیل کی جھیل کے سامنے سب سے پہلے انھوں نے آواز دی توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے (انجیل متی باب نمبر ۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اسی واقعہ کی بشارت دینے کے لئے ہوئی تھی۔ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ...... (قرآن ج ۲۸ سورہ صف ع) کا مطلب یہی ہے

ظاہر کرنا چاہا تو اس وقت رجب کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا۔ اس وقت خدائے قدوس نے بہشت کے فرشتہ رضواں کو حکم دیا کہ فردوس کے دروازے کھول دو۔"

اور اس وقت پکارنے والے نے آسمان اور زمین میں پکارنا شروع کیا کہ چھپا ہوا محفوظ نور آج کی رات آمنہ کی شکم مبارک میں ٹھیرتا ہے اور یہیں آپ کی شکل و صورت تیار ہوگی اور وہ دنیا کو خوشخبریاں دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے آگے بڑھے گا۔

اور بات سچی ہے بھی یہی کہ جو دیکھ سکتا ہے اس کو سننے کی کیا ضرورت ہے!

البتہ دیدہ کی جانچ دیدہ سے ہو سکتی ہے۔ جن کی آنکھیں زیادہ روشن ہیں ظاہر ہے کہ ان کی چیزیں کم روشنی والوں پر مرجح ہوگی اور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شریعت نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں میں الہام اولیاء حجت نہیں اس جہاں دیدہ دیدہ میں تزاحم نہ ہو تو پھر شنیدہ سے اگر وہ ٹکرائے تو ٹکرانے دو، نبی ضعیف کو خود مغلوب کر لے گا۔

الحاصل میرے نزدیک وہ میلاد مبارک ایسے تاریخی واقعات جن کا کشف و شہود بعض خاص نفوس کو ہوا زیادہ سے زیادہ عام تاریخی روایات کے جانچنے کے قدرتی ذرائع ہیں انہیں کے معیار پر جانچ لینے کے بعد میں تو نہیں سمجھتا کہ ان کے بیان کرنے سے لوگ خواہ مخواہ ہچکچائیں۔ ان مکاشفات و مشاہدات کے سننے سے واقعات جو کسی زمانہ میں پیش آئے تھے ان کا علم ہوتا ہے، دل کی روشنی بڑھتی ہے۔ ایمان شاداب ہوتا ہے اور آج بھی روحانی بصیرت رکھنے والے جن چیزوں کو پاتے ہیں ان کی توثیق و تصدیق ان روایات سے ہوتی ہے۔

بڑے غضب کی یہ بات ہوگی کہ جس طرح نپولین پہلے نہیں تھا اور بعد کو ذاتی کد و کاوش سے نپولین بن گیا اسی طرح یہ سمجھا جائے کہ نبی بھی پہلے نبی نہیں ہوتا بعد کو نبی بن جاتا ہے۔ حالانکہ خدا جن کو اپنے لئے بتاتا ہے ان کا یہ حال قطعاً نہیں ہوتا

خطیب بغدادی جلد ا ص ۱۲۴

وہ نبی ہوتے ہیں، اور ماں کے پیٹ میں نبی ہوتے ہیں، باپ کی پیٹھ میں نبی ہوتے ہیں، مثال میں نبی ہوتے ہیں، ملکوت میں نبی ہوتے ہیں، جبروت میں نبی ہوتے ہیں۔ بلکہ واقعہ وہی ہوتا ہے جو فرمایا گیا ہے کہ کُنتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی تھا اور آدمؑ ابھی روح وجسد کے درمیان تھے یعنی ابھی ان کی روح جسد سے متعلق نہیں ہوئی تھی[1]۔

کیا تماشا ہے کہ بعض علماءِ رسوم اس کو علم الٰہی پر محمول کرتے ہیں حالانکہ اس میں آپ کی بھلا کیا خصوصیت ہے! علم الٰہی میں تو ہر چیز اسی وقت سے ہے جس وقت آدمؑ پیدا نہیں ہوئے تھے۔

## ماضی کے روایات کی تصدیق مستقبل کی روایتوں سے

آئندہ آنے والے غیب (یوم قیامت) میں جو کچھ ہوگا اس کو سب ہی مانتے ہیں اور اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ وہی سارے انبیاء ورُسل علیہم السلام کے آگے آگے حشر کے میدان میں آئیں گے۔ ان ہی کی مبارک انگلیاں جنت کی زنجیروں سے مس ہوں گی[2]، ان ہی کی زبان سب سے پہلے شفاعت کیلئے کھلے گی۔ ان ہی کے پیچھے پیچھے بنی آدم کا سب سے بڑا گروہ ہوگا[3]۔ ان ہی کے پنجۂ سیمیں میں لواء حمد کا پھریرا ہوگا۔ ان ہی کے پرچم کے نیچے آدم بھی ہوں گے اور ان ہی کی ساری اولاد[4] یعنی ابراہیمؑ بھی موسیٰؑ بھی عیسیٰؑ بھی[5]، وہی اللہ کے عرش وجلال کے سامنے اس مقام پر ہوں گے جہاں پر کوئی نہ ہوگا۔ وہ اس وقت بولیں گے جب سب چپ ہونگے۔

---

ع ۱ الحاکم وصححہ، الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ یہ روایت بیہقی، مسند احمد حنبل، مستدرک حاکم وغیرہ میں پائی جاتی ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بھی اس کو درج کیا ہے۔ دیکھو زرقانی جلد ا صـ ۲۲

ع ۲ یہ سب باتیں صحیح مسلم میں ہیں۔ ع ۳ بخاری ومسلم ع ۴ ترمذی ع ۵ ترمذی

ان ہی کی زبان اس وقت کھلے گی جب سب کی زبانیں خاموش ہوں گی۔
پھر آنے والے غیب میں جس کے شان وشکوہ جاہ وجلال کا یہ حال ہوگا تو پھر کیا ہوا اگر ماضی کو گذرنے والے غیب میں قرب ظہور کے وقت یہ باتیں ہویدا ہوئیں اور خاص خاص نفوس پر ان ہی کی تجلیاں کسی نہ کسی رنگ میں چمک گئی تھیں یا خواب اور رؤیا میں دیکھنے والوں نے دیکھا۔
اب آپ کے آگے خواب یا بیداری کے ان ہی "میلادی مکاشفات" کے سلسلہ کی بعض روایتوں کا تذکرہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔
اِنَّ فِی ذَالِکَ ذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ہ

# میلادی مُکاشفات

**مُطلّبی بشارت** جب حضرت عبد المطلب اپنے جد امجد کے حجابت تک پہنچنے والے صلی اللہ علیہ وسلم پہونچے اس وقت سے بعض قسم کی رؤیا اور خواب بھی وہ دیکھنے لگے جن میں آپ کے دو خواب خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں

**شجری رؤیا** (۱) حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں حطیم (کعبہ کی متصل ایک جگہ) میں سویا ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان درخت زمین سے اُگا' اُگا اور بڑھا بڑھتے بڑھتے اس کی پھنگوں نے آسمانوں کو چھو لیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں، اس کے پتے چمک رہے تھے ان کی چمک ایسی تھی کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آفتاب کی روشنی سے ستر گنا زیادہ تھی، میں نے دیکھا کہ عرب اور عجم کے رہنے والے یکایک اس درخت کے سامنے جھک گئے اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ بڑھتی جارہی تھی اگر کبھی کبھی ماند بھی پڑ جاتی تو پھر چمک اُٹھتی میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ گئے اور بعض لوگوں کو

دیکھا کہ وہ اس کو کاٹ دینا چاہتے ہیں لیکن کاٹنے کے ارادہ سے جب اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوب صورت حسین نوجوان آگے بڑھ کر ان کو روکتا ہے۔ میں نے اس سے زیادہ حسین و شکیل جوان آج تک نہیں دیکھا تھا اور نہ اس سے زیادہ خوشبو میں نے کسی کے جسم سے پھیلتے دیکھی۔ بہر حال جب وہ کاٹنے کا ارادہ کرتے تو جوان بڑھتا اور انہیں روک دیتا ہے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیتا اور پیٹھوں کو توڑ دیتا ہے۔ میں نے بھی چاہا کہ اس درخت کی شاخوں سے لپٹ جاؤں لیکن تا در ہو سکا میں نے اسی جوان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تیری قسمت میں نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ پھر کن لوگوں کے لیئے اس میں حصّہ ہے۔ بولے کہ جنھوں نے آگے بڑھکر شاخیں تھام لی ہیں۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں خواب کو دیکھ کر جب اُٹھا تو پریشان تھا۔ ایک جوگن (کاہنہ) کہ قریب ہی میں کہیں رہتی تھی اس سے جاکر اپنا خواب بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کاہنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور گھبرا کر بولی کہ عبدالمطلب اگر تم سچ کہتے ہو تو تمہاری پشت سے ایک شخص ظاہر ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے گا اور دُنیا اس کے آگے جھک جائے گی[1]

(۲) دوسرا خواب حضرت عبدالمطلب ہی کا یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ[2] میری پشت سے ایک نقرئی زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ آسمان کی طرف چلا گیا اور دوسرا زمین تک اور اسی زنجیر سے دو شاخیں بعد کو پھوٹیں جو مشرق اور مغرب کے کناروں تک پھیل گئی۔ اس کے بعد وہ زنجیر ایک درخت کی شکل میں بدل گیا۔ اس درخت کے ہر پتے پر روشنی تھی اور پورب پچھم مشرق و مغرب کے لوگ اس میں

---

۱؎ ابونعیم فی الحلیہ منقول از زرقانی جلد ۱ صـ۱۰

۲؎ روضۃ الانف از محدث سہیلی بحوالہ بستان علی قیروانی صـ۱۰۵

رہے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اس کو پہلے دیکھا تھا لیکن آج چودہ سو برس بعد ہم اس واقعہ کو اپنی تمام خصوصیتوں کے ساتھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں اور جب تک دنیا ہے دیکھتی رہے گی۔ پتوں کی روشنی چمکنے کے بعد کبھی دھیمی پڑ جاتی اور پھر چمک اٹھتی۔ اس میں اسلام کے عروج و زوال کا لطیف غیبی اشارہ ہے۔ دھیمے پڑ جانے کے بعد چمک اٹھنا پہلے بھی متعدد بار اس کا تجربہ ہو چکا ہے اس وقت بھی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ دھیمی پڑ جائے یہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ روشنی (خاکم بدہن) کبھی ختم ہو گی ایسا کبھی نہ ہو گا کہ نہ اب کوئی نئی کتاب اترنے والی ہے اور نہ کوئی نیا نبی آنے والا ہے۔

## ناک کے قیافہ سے شناخت

(۳) حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ سردیوں کا موسم تھا اور میں تجارت کی غرض سے یمن جا رہا تھا۔ راہ میں ایک یہودی جوتشی سے ملاقات ہوئی اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالمطلب! کیا تم مجھے اجازت دے سکتے ہو کہ میں تمہارے بدن کو دیکھوں آپ نے فرمایا کہ ستر عورت کے سوا جس حصے کو چاہو دیکھ سکتے ہو۔ اس نے میری ناک کے دونوں نتھنوں کو پکڑا اور غور سے دیکھنے لگا اس کے بعد بولا کہ "میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک نتھنے میں نبوت ہے اور دوسرے میں بادشاہت" اس کے بعد اس نے مشورہ دیا کہ "اگر بنی زہرہ کے قبیلہ میں تم نکاح کرو گے تو یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔[۱] جوتشی کی پیشین گوئی پوری ہوئی، نبوت کا ظہور جس شان سے ہوا وہ تو ظاہر ہی ہے اور حضرت عباسؓ کی نسل میں سلطنت کا دور دورہ جس طرح ہوا اس کو بھی سب جانتے ہیں۔ ان کشفی آثار کا مشاہدہ تو حجاب مطلبی میں کیا گیا تھا۔

---

[۱] زرقانی جلد ۱ ص ۹۱

ان کے سوا ایک واقعہ اور بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب مکّہ پر اصحاب فیل کا حملہ ہوا تو حضرت عبدالمطلب کی پیشانی سے ایک روشنی تڑپ کر نکلی اور ہلال کی طرح چمکنے لگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس روشنی نے حرم کو منور کر دیا تھا لیکن تاریخی طور پر اس ذات کے متعلق یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ جب اصحاب فیل کا مکّہ پر حملہ ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کی بطن میں منتقل ہو چکے تھے اس وقت عبدالمطلب کی پیشانی سے ظہور کیسے ہو سکتا ہے! بلاشبہ یہ ایک تاریخی اعتراض ہے اور گو اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں نے قصداً اس کو ترک کر دیا کیونکہ عامہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت عام فیل میں ہوئی۔ ابن جوزی نے اس جمہور کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے۔

**حجاب پدری کے آثار** (۴) آپ بہر حال جب حضرت عبدالمطلب کے صلب سے گذر کر پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کی پشت میں جلوہ فرما ہوئے۔ اس وقت بھی بعض واقعات پیش آئے ہیں ان کا کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کو حضرت عبدالمطلب اس لیئے لے جا رہے تھے کہ آپ کا نکاح کر دیں۔ راہ میں ایک بیراگن جو یہودن تھی نام جس کا فاطمہ بنت مر تھا اس نے حضرت عبداللہ میں یکایک ایک روشنی کا مشاہدہ کیا اور بڑھ کر ان سے ملی ارادہ ظاہر کیا کہ اس نور کو اس تک منتقل کر دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ حرام طریقوں سے مجھے پرہیز ہے۔ علاوہ اس کے والد ہمارے ساتھ ہیں میں ان کو کس طرح چھوڑ سکتا ہے کہا جاتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ نکاح حضرت آمنہ سے ہو گیا تو آپ دوبارہ بیراگن کے پاس سے گذرے مگر اب کے اس نے بات بھی نہ پوچھی۔[1]

---

[1] یہ روایت ابن عباس کی ہے ابن عساکر خرائطی ابو نعیم وغیرہ اس کے راوی ہیں۔

بعض لوگوں نے اس عورت کا نام لیلیٰ عدویہ بھی بتایا ہے[1]۔ بعض قتیلہ کہتے ہیں، بعضوں کے نزدیک رقیقہ نوفل ہے۔

(۵) اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی مواہب لدنیہ میں عام طور سے مشتہر ہے کہ عبد مناف اور بنی مخزوم کی کچھ عورتیں جن کو حضرت عبداللہ کے اس حال کا مکاشفہ کیا گیا تھا وہ عمر بھر پچھتاتی رہیں اور اسی غم و الم میں انھوں نے شادی نہیں کی۔ یہاں تک کنواری ہی مر گئیں۔ زرقانی نے ابن عباس سے "روی" کے لفظ سے اس کو نقل ہے۔ لیکن یہ روایت کس کتاب کی ہے اس کا حوالہ درج نہیں اور نہ مجھے اب تک اس کا پتہ چلا ہے۔ غالباً یہ عورتیں عرب کی جوگنیں (کاہنات[2]) تھیں جن سے غیر معمولی باتوں کا علم کسی نہ کسی رنگ میں ہو جاتا تھا۔

بہرحال اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ عورتیں علم کہانت سے کچھ تعلق رکھتی تھیں ورنہ عام طور پر تمام عورتوں کا اس سے مطلع ہونا اور ٹھیک شب جل میں قریش کی ساری عورتوں کا آتش رشک و حسد میں جل کر بیمار ہونا ثابت نہیں اور نہ تاریخی لحاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

### آخری حجاب مادری

حجاب عبداللہ کے بعد سیدہ آمنہؓ کے بطن مبارک تک پہونچنے کے بعد سارے پردے گویا اٹھ چکے تھے، اب

---

[1] زرقانی جلد ۱ ص ۱۰۱ میں اس روایت کے تفصیلات پڑھیے۔

[2] کہانت کا رواج جاہلیت کے زمانہ میں بھی تھا اور عرب کے سوا بھی دوسرے ملکوں میں اس خاص طریقہ کا مشق و ملکہ حاصل کیا کرتے تھے۔ ہمارے علماء کا خیال ہے کہ بعض لوگ جن یا خبیث روحوں کو تابع کر کے آئندہ کے احوال ان سے دریافت کیا کرتے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو وجد کی سی کیفیت اپنے اوپر طاری کرتے تھے جس سے ان میں یکسوئی کی حالت پیدا ہو جاتی تھی اور باطنی قوی بیدار ہو جاتے تھے جن کی راہ سے بعض ایسے معلومات سے آگاہی ان کو حاصل ہو جاتی تھی جو عوام کو معلوم نہیں ہوتے، اور کبھی علم نجوم یا علم کف دست قیافہ وغیرہ سے بھی اس راہ میں ان لوگوں کو مدد ملتی تھی لیکن یہ سارے ذرایع زیادہ تر شکوک و وہم ہوتے ہیں ایک میں ننیانوے باتوں کا اضافہ آدمی کا وہم کر دیتا ہے اسی لیے شریعت میں ان امور کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

ایک صرف ایک پردہ باقی تھا اگر اس وقت عالم شہادت میں یہ روشنی چھن چھن کر زیادہ زور و شور کے ساتھ آنے لگی تو یقیناً یہ وقت کا تقاضہ تھا اب غیب کا ڈانڈا شہادت سے گویا مل رہا تھا برقی رو کے تاثرات غیب سے چمک چمک کر جھلک جھلک کر شہادت کو جگمگا رہے ہوں گے۔ اگر عالم خواب یا عالم بیداری ہیں سیدہ آمنہؓ کو عجائب وغرائب نظر آنے لگے تھے تو آپ خود سوچیے کہ اس کے سوا اور ہوتا کیا، سب قوموں کا ہلانے والا آرہا ہے۔ آسمانی بادشاہت جس کے قریب آنے کی بشارت حضرت مسیحؑ نے دی تھی آسمان کی وہی بادشاہت اب زمین پر آرہی ہے اور بقول یسعیاہ نبی۔

**یسعیاہ نبی کی پکار** "اُٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے۔ دیکھ! تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ سے نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور شاہاں تیری طلوع کی تجلی میں چلیں گے"[ع۱]

**اُمّت کے سردار کی بشارت** (۶) سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں جس وقت میں حاملہ ہوئی مجھے نیند آگئی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے" اے آمنہ! تو اس کے سردار کی حاملہ ہوئی"[ع۲]

**آثار حمل کا عدم احساس** (۷) آپ یہ بھی فرماتی ہیں ورنہ یوں مجھے بالکل پتہ نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں کیوں کہ مجھے نہ کوئی گرانی محسوس ہوئی اور نہ میں نے ان اثرات کو محسوس کیا جو عام طور پر حمل میں عورتوں کو معلوم ہوتا ہے۔ البتہ جب طمث کو میں نے منقطع ہوتے ہوئے دیکھا تو سمجھی۔

---

ع۱ کتاب یسعیاہ نبی باب ۶۰

ع۲ ابن ہشام، زرقانی وغیرہ صفحہ ۱۰۱ جلد (۱)

### ہمارے نبی آدم کے سردار کی بشارت

(۸) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے۔ "تو سارے نبی آدم کے سردار سے حاملہ ہوئی"

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ پکارنے والا جس وقت یہ پکار رہا تھا اس وقت میں نہ تو پوری طرح جاگ رہی تھی اور نہ سو رہی تھی ایک درمیانی کیفیت تھی[۱]۔

### قریش کے حیوانات کا ایک دوسرے کو مژدہ

(۹) اس سلسلہ میں اس مکاشفہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔ "کہ جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں تو قریش کے مولیشیوں، چوپایوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی کہ قسم ہے کے رب کی کہ آج کی رات دنیا کا سردار اور زمانہ کا چراغ اپنی ماں کے پیٹ میں آ گیا"[۲]۔

(۱۰) اسی روایت میں یہ مکاشفہ بھی درج ہے کہ مشاہدہ کیا گیا کہ بیابانوں کے پرندے، چرندے اِدھر اُدھر بھاگے پھرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو مژدہ سناتے تھے۔ آگ ابراہیم کو پہچانتی ہے، دریا موسیٰ کو جانتا ہے، پھر اگر درندوں اور پرندوں ابراہیم موسیٰ کی آرزو اور دعا کو پہچانا تو اس کے سوا آخر اور ہوتا کیا؟

### سلاطین پچھاڑے گئے

(۱۱) بعضوں کو عالم غیب میں یہ بھی محسوس ہوا کہ سلاطین دنیا کے سرنگوں ہو گئے۔ لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی کہ سرنگوں تو بعد ہوئے پھر پہلے کس طرح اس کا مشاہدہ کیا گیا! لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ بھائیوں کو سجدہ کرتے ہوئے۔

---

[۱] شامی واقدی زرقانی وغیرہ

[۲] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ونقلہ الزرقانی والاندلسی ؒ

برسوں پیشتر دیکھ لیا تھا تو جو بعد کو سرنگوں ہوئے کسی رنگ میں ان ہی کی نگوساریوں عکس دلوں پر پڑ گیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

**نور کا افشاء** اسی مکاشفہ کا وہ اہم جز ہے جس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ "میں جس وقت حاملہ ہوئی اس وقت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا اور رومیوں کے جو قلعے بصریٰ و شام میں تھے وہ میرے سامنے آگئے"[1]

**حضرت مسیح کی بشارت کا اعادہ** (۱۲) ایک مکاشفہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ:۔ ایام حمل کے ہر مہینہ میں پکارنے والا یہ پکارتا تھا۔ مبارک ہو کہ ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آگیا۔"

یہ وہی جملہ ہے کہ جس کو حضرت مسیح علیہ السلام نے آج سے پانسو برس پہلے ان لفظوں میں ادا کیا تھا۔

"توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے"[2]

بہر حال یہ کوئی نئی آواز نہیں تھی جو پیدائش سے چند مہینے پیشتر سنی گئی ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ صدیوں پہلے پکارنے والے یہی پکارتے ہوئے چلے آرہے تھے۔

**اسم مبارک کی بشارت** سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کا زمانہ قریب آگیا تو میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے۔

یہ کہہ کہ" اے عورت میں اس بچہ کو خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں بچاتی ہوں اور دیکھ اس کا نام محمد رکھنا۔"[3]

---

[1] زرقانی نے مستدرک حاکم ابن حبان وغیرہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ بُصریٰ شام کے ایک تجارتی شہر کا نام ہے [2] انجیل متی باب ۴ نمبر ۱۷۔
[3] ابن اسحاق فی مغازیہ۔

ایک وہ وقت ہے کہ غیب سے جو روشنی دھوم دھام سے چلی تھی وہ عالم شہادت پر وہ انداز ہوئی اس وقت ملاء اعلیٰ سے لے کر مثال تک، اور مثال سے شہادت تک ایک عجیب گھما گھمی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس ٹیکرے پر ان کی والدہ تھیں اس کے نیچے ایک نہر جاری ہوگئی اور ذرا سی جنبش سے کھجور کے پکے ہوئے پھل ان کی گود میں ٹپک ٹپک کر گرنے لگے۔ کیا یہ افسانہ ہے؟ کون ہے جس نے اس واقعہ کو قرآن میں نہیں پڑھا ہے! کیا اسی قرآن میں نہیں ہے کہ مسیحؑ کی ولادت کے وقت پکارنے والا پکار رہا تھا۔

فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ (قرآن ج ۱۶ سورہ مریم ۱۹ ع ۲)

اور پکارنے والے نے نشیب سے پکارا، اے مریم رنجیدہ نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے پاس میں ایک نہر جاری کی ہے۔ درخت کے تنہ کو پکڑ کر ہلا پکی پکی کھجوریں گریں گی۔

اور کیا اسی کے بعد بحالت بیداری حضرت مریمؑ کو یہ ملکوتی مکاشفہ نہیں ہوا:۔

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (قرآن ج ۱۶۔ سورہ مریم ۱۹ ع ۲)

پس کھا اور پی اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی کر اگر کسی آدمی کو تو دیکھے تو اس سے کہہ کہ میں نے اللہ کے نام کا روزہ رکھا ہے اور آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پس اگر ایسا ہوتا ہے اور ہوا تو پھر کیا ہوا اگر تاریخی طور پر ہمارے مورخین میں واقعات کو بیان کرتے ہیں۔

**صوتی مکاشفہ** (۱۴) بی بی آمنہؓ فرماتی ہیں کہ ٹھیک جس وقت ولادت کی کیفیات شروع ہوئیں تو سب سے پہلے ان کو ایک صوتی مکاشفہ ہوا، فرماتی ہیں کہ:۔

"میں نے ایک تڑاکے کی ایک آواز سنی جو بہت سخت تھی اور میں سہم گئی"[1]

(۱۵) اس کے بعد آپ کے سامنے سے غیبی حجابات اٹھا دیئے گئے اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اس کا مکاشفہ ہونے لگا' فرماتی ہیں کہ:-

**طیری مکاشفہ**

"پھر میں نے ایک سفید پرندے کے بازو کو دیکھا جو میرے دل کو سہلا رہا تھا اور اس عمل سے میرا خوف جاتا رہا اور نہ صرف رعب بلکہ جو ولادت کی بیچینی تھی وہ بھی زائل ہو گئی۔

**شربت کا مکاشفہ**

(۱۶) اس کے بعد فرماتی ہیں کہ میں نے جو غور کیا تو کیا دیکھتی ہیں کہ میرے سامنے شربت کا ایک پیالہ ہے جس کا رنگ بالکل سفید تھا بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے دودھ خیال کیا۔ اور مجھے پیاس بھی شدت سے لگی ہوئی تھی اٹھا کر پی گئی' پینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں تھا۔

**غیبی عورتوں کا مشاہدہ**

(۱۷) کشفی حالت دم بدم بڑھ رہی تھی فرماتی ہیں کہ" اب میں نے دیکھا کہ ایک روشنی بلندی سے میری طرف اتر رہی ہے میں نے غور جو کیا تو اس میں چند طویل القامت عورتوں کو پایا ایسا محسوس ہوا کہ عبد مناف کے خاندان کی عورتیں ہیں جو مجھے گھیرے کھڑی ہیں اور میں نے گھبرا کر کہا کہ ہائیں! میری اس حالت کا علم ان عورتوں کو کس طرح ہوا! میرے اس تعجب پر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں" آسیہ فرعون کی عورت ہوں" دوسری نے کہا "میں مریم بنت عمران (حضرت مسیح کی والدہ) ہوں اور یہ بھی بولیں کہ اور جو ہیں وہ حوریں ہیں۔

---

[1] ابو نعیم عن ابن عباس - عالم غیب میں کیا سلامی کی توپیں اتاری گئیں جن کے اثرات شہادت تک گئے۔ نقیہا ممکن ہے کہ اس سے یوم ولادت میں توپ سلامی کے مسئلہ کو مستنبط کریں۔

[2] ابو نعیم فی الحلیہ و زرقانی۔

**غیب کی آوازوں کا مکاشفہ** (۱۸) اس حال کے بعد فرماتی ہیں کہ:-

"میں نے پھر تڑاکے کی آواز سنی اور اب رہ رہ کر یہ آواز بار بار آرہی تھی اور ہر پچھلی آواز پہلی سے زیادہ زوردار تھی جس سے میرا خوف بڑھتا جاتا تھا میری پریشانی بڑھتی جاتی تھی کہ یکایک اب کی دفعہ میں کیا دیکھ رہی ہوں کہ سفید ریشم کی ایک چادر آسمان و زمین کے درمیان لٹک گئی اور ایک پکارنے والا پکار رہا ہے۔

"لوگوں کی نگاہوں سے انہیں چھپالو"

اب میں نے غور کیا تو دیکھتی ہوں کہ فضا میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں۔

**مثالی ہستیوں کا مکاشفہ** (۱۹) حضرت آمنہؓ کو اس کے بعد یہ مثالی صورتیں نظر آئیں فرماتی ہیں کہ:-

"میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک جھنڈ سامنے سے اُڑتا ہوا آرہا ہے اور میرا کمرہ ان سے معمور ہو گیا ان کے چونچ زمرد کے مانند تھے اور بازو یاقوتی معلوم ہوتے تھے۔"

**جھنڈوں کا مکاشفہ** اس کے بعد حضرت آمنہؓ کی کشفی حالت میں ترقی ہوتی ہے خود فرماتی ہیں:-

فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے سر کی آنکھوں سے بھی پردہ ہٹا دیا۔ اور دُنیا کے مشرقی اور مغربی ممالک یکایک میرے سامنے ہو گئے میں نے ان جھنڈوں کو لہراتے ہوئے دیکھا۔

(۱) ایک تو مشرق کی بلندیوں پر لہرا رہا تھا۔

(۲) دوسرا مغرب کی بلندیوں پر۔

(۳) تیسرا کعبہ (اوسط دنیا) پر

(۲۰) اسی کے بعد فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پیٹ میں حرکت محسوس کی یہ کیسی جنبش تھی اور کیا تھا۔ کیا جس کے لیئے عالم تکوین جنبش میں آیا تھا اس کی یہ آخری جنبش تھی۔ خدا جانے کیا تھا اور کیا ہوا۔ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

"میں نے ان ہی ہنگاموں میں دیکھا کہ وہ کسی کے آگے پیشانی ٹیکے انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائے تشریف فرما ہیں۔" صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

"راز" پردہ سے باہر آگیا اور جس مقصد کے لیئے سب کچھ کیا گیا تھا وہ سامنے آگیا "آنے والا آگیا" تو میں ہل گئیں، احمدؐ کی ستائش سے زمین بھر گئی[1] داؤد کی بانسری کا نغمہ اب جاکر منطبق ہوا۔ تو بنی آدم میں نہایت حسین ہے۔ اے پہلوان! تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت حلم و عدالت پر اپنی بزرگی اور اقبالمندی پر سوار ہو۔ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا (زبور ۴۵)

مسیح علیہ السلام کا وہ مبارک "فارقلیط" آگیا جس کو معماروں نے اگرچہ عرب میں لاکر بسایا لیکن بقول مسیح "وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا اس پر پہلوان نے بھی تعجب کیا اور وہ بھی تعجب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ خداوند کی طرف سے ہے"[2]

---

[1] تورات۔ اصل عربی عبارت۔ وَامتلأت الارض بحمد احمد ۃ

[2] انجیل متی باب ۲۱ نمبر ۴۲ متی کی انجیل میں ہے کہ "یسوعؑ نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ وہ پتھر جیسے معماروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اسی لیئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لادے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالے گا (انجیل متی باب ۲۱ نمبر ۴۲ تا نیز انجیل لوقا باب ۲۰ نمبر ۱۷ تا ۱۸)

بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اگلے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنا اور اسکو خود آراستہ و پیراستہ کیا مگر ایک جانب کونے میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر

ہوا جا کے قائم وہ آخر سرے پر (مسدس حالی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ صلوٰۃً دائمۃً متلازمۃً

مبارک ہو شہر دو سرا تشریف لے آئے۔ مبارک ہو محمد مصطفےٰ تشریف لے آئے

## فاطمہ بنت عبداللہ کا مکاشفہ

انوار کی جھڑی بندھی ہوئی تھی علویات اپنے مرکز کو شہادت میں پاکر اسی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ سیدہ آمنہؓ تو جو کچھ دیکھ رہی تھیں وہ دیکھ رہی تھیں لیکن زچہ خانہ کی ایک عورت جس کا نام فاطمہ بنت عبداللہ تھا اور جو عثمان بن عاصؓ کی والدہ تھیں آخران پر بھی مکاشفہ کی حالت طاری ہوئی وہ عالم غیب کے اجرام نورانی دیکھ کر فرماتی ہیں:۔

"میں نے دیکھا کہ سارا گھر روشنی سے بھر گیا میں نے یہ بھی دیکھا کہ تارے آسمانوں سے لٹکے چلے آتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا گر پڑیں گے"[1]

صبح صادق کے وقت اگرچہ آسمان میں تارے کم رہ جاتے ہیں لیکن کیا یہ اسی محدود عالم کے تارے تھے یا کسی اور کرہ کے غیبی لطائف تھے جس نے دیکھا ہی اس کو بہتر جان سکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

| | |
|---|---|
| لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَعْجَبُونَ لَہٗ وَیَقُولُونَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ۔ | لوگ اس گھر کے اطراف میں پھرتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ (ایسے آراستہ گھر میں) یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی، |
| قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ | تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین ہوں، |

(بخاری ج ۲ کتاب المناقب باب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] حافظ ابوعمرو بن عبدالبر فی کتابۃ النساء منقول از روض الانف

## سفید ابر کا مکاشفہ

(۲۲) سیدہ آمنہ رض پر ولادت کے بعد بھی مکاشفہ و اشراق کی حالت دیر تک قائم رہی بعد وضع کے فرماتی ہیں کہ :- "میں نے دیکھا کہ ایک ابر سفید اس کے بعد ظاہر ہوا اور ان کو ڈھانک لیا پھر وہ میری نگاہوں کے سامنے نہیں تھے کہ اس کے بعد آواز آئی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے کہ ان کو مشرقی اور مغربی ملکوں میں گھماؤ اور ان کو دریاؤں میں بھی لے جاؤ تاکہ سب پہچان لیں اور سب کو ان کا نام اور ان کی صورت معلوم ہو جائے اور یہ کیفیت بہت جلد غائب ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر سامنے آ گئے۔"

یہ غیبی "ابر سپید" جس کا چرچہ عموماً مولودوں میں کیا جاتا ہے اس کی زیادہ تفصیل مشہور اسلامی مورخ و محدث علامہ خطیب بغدادی کی روایت سے ہوتی ہے۔ ان کی روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ :-

"میں نے اس ابر کو دیکھا اس سے روشنی کے بقعے چھوٹ رہے ہیں اور اس کے اندر سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ، پرندوں کے بازوؤں کی پھڑپھڑاہٹ اور لوگوں کی باہمی گفتگو کی گھنگھناہٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اتنے میں وہ بادل آپ پر چھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہوں سے غائب ہو گئے۔"

اس کے بعد آواز آئی کہ کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے۔

## کائنات پر وجہ کائنات کی پیشی

لے جاؤ! ان کو پورب پچھم کے ملکوں لیجاؤ دریاؤں کی سیر کرالاؤ اور ہر جاندار جن وانس ملائکہ پرند چرند و حوش و درندہ پر ان کو پیش کر دیا یہ عجیب مثالی اشراقات تھے جن کی باریکیوں کو وہی جان سکتے ہیں، جو اس کے تجربہ کار ہیں۔ کہا جاتا

ہے کہ اس کے بعد یہ آواز بھی آئی کہ جو کچھ بہلولؑ[1] کو دیا گیا ہے وہ سب ان کو دے دو۔

(۲۳) سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ابر کھل گیا لیکن ان کی علوی کیفیت کشفی حالت اسی طرح باقی ہے۔ فرماتی ہیں:۔

**حریری چادر**

اب مجھے نظر آیا کہ آپ ایک حریر کے کپڑے میں نہایت احتیاط سے لپٹے ہوئے ہیں اور پانی کے کچھ قطرات اس سے ٹپک رہے ہیں۔

**فتح عام کی بشارت**

(۲۴) اس کے بعد آواز سنی کہ پکارنے والا پکار رہا ہے۔ "اہاہا! اہاہا! محمد ساری دنیا پر چھا گئے، مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو ان کے قبضہ سے باہر ہو۔"

**ملکوتی غسل اور مہر نبوت کا مکاشفہ**

(۲۵) سیدہ آمنہؓ کو ان مسلسل مشاہدات نے اب تک اتنی فرصت نہ دی کہ اپنے ایسے عظیم الشان بچہ کی پیاری صورت دیکھیں۔ فرماتی ہیں کہ:۔

"اس کے بعد مجھے کچھ ہوش آیا اور میری نگاہ ان کے چہرہ پر پڑی، ایسا معلوم ہوا کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے، ان سے ایسی خوشبو نکل رہی تھی کہ گویا مشک میں نہائے ہوئے ہیں لیکن یہ حال زیادہ دیر تک نہیں رہا پھر حجابات اٹھ گئے فرماتی ہیں:۔

"پھر میں نے یکایک دیکھا کہ تین آدمی چلے آرہے ہیں۔"

غور کرنے کا مقام ہے کہ زنانہ مکان کے ایک حجرہ میں یہ سارے مکاشفات ہو رہے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فضا ساری ان کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ بہرحال فرماتی ہیں:۔

---

عہ[1] آئندہ روایات زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے ماخوذ ہیں اصل کتابوں کے حوالے اور ان کے متعلقہ مباحث کا مطالعہ اسی کتاب میں کرنا چاہیئے۔

"میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک طشت ہے۔ تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ایک رومال ہے۔ تیسرے نے اس رومال کو کھولا اس سے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک دمک سے مجھے کچھ چکا چوند لگ گئی۔ اس کے بعد انھوں نے غسل دیا اور اس انگوٹھی سے مونڈھے کے درمیان مہر لگائی اور پھر اس انگوٹھی کو رمال میں باندھکر اپنے بازو میں چھپالیا اور پھر مجھے دیدیا۔"

یہ لین دین کہاں ہو رہا تھا اور اس کا تعلق کس عالم سے تھا جن پر گذری وہی جانے ورنہ یوں تو ظاہر ہے کہ سیّدہ آمنہؓ نے اپنے متروکات میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی۔

## روشنی کا مکاشفہ

(۲۶) طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ولادت ولادت کے وقت بھی بحالت بیداری یہ مکاشفہ ہوا۔ آپ فرماتی ہیں:- "جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے علیحدہ ہوئے تو اسی کے ساتھ ایک روشنی بھی نکلی جس سے مشرق و مغرب اور ان کے درمیان میں جتنے مقامات ہیں سب مجھ پر منکشف ہوگئے۔"

حاکم کی روایت میں ہے کہ صرف شام کے قلعے منکشف ہوئے۔

## قابلہ یا دائی جنائی کا مکاشفہ

(۲۷) مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی والدہ ماجدہ جن کا نام شفاءؓ بنت عوفؓ ہے فرماتی ہیں کہ میں ولادت کے وقت زچہ خانہ میں تھی میرے ہاتھ پر آپ پیدا ہوئے اسی حال میں کہ یکایک حجابات اٹھ گئے اور میرے سامنے مشرق و مغرب کی تمام درمیانی علاقے آگئے یہاں تک کہ مجھے شام کے بعض قلعے بھی نظر آئے اس کے بعد یکایک مجھے کسی چیز نے ڈھانک لیا جس سے میرے بدن پر کپکپی پیدا ہوگئی اور کان میں یہ

آواز آرہی تھی کہ کوئی کسی سے کہہ رہا ہے کہ تم کہاں لے گئے تھے! جواب دینے والے نے کہا مشرق کی طرف۔ پھر وہی غشی اور لرزے کی حالت طاری ہوئی اور وہ غائب ہوگئے پوچھنے والے نے پھر پوچھا کہ کہاں لے گئے تھے! تو کہا کہ مغرب کی طرف۔"

## ایک یہودی جوتشی کا مکاشفہ

(۲۸) نہ صرف زچہ اور زچہ خانہ کی عورتوں پر یہ حالتیں طاری ہوئی تھیں بلکہ جہاں کہیں بھی کوئی لطیف رُوح یا قلب صافی موجود تھا ان پر ان غیبی برقتابیوں کے اثرات طاری ہوتے تھے، ان میں سے اس وقت میں فقط دو مکاشفے درج کرتا ہوں۔

حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں مدینہ میں تھا اور اس وقت میں سات یا آٹھ سال کا تھا تاہم مجھ میں اتنی عقل تھی کہ جو سنتا تھا اُسے سمجھتا تھا۔ بہرحال میرے کان میں یکایک آواز آئی غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ ایک یہودی مدینہ کی ایک گڑھی کی بلندی پر چڑھکر چلا رہا ہے۔

"یہودیو! یہودیو! دوڑو، دوڑو"!!

میں نے دیکھا کہ یہودیوں کی جماعت اُدھر دوڑی جارہی ہے، میں بھی دوڑ پڑا۔ جب لوگ اس کے پاس پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ مردِ خدا تجھے کیا ہوا کہ یکایک چیخنے لگا؟ بولا: "آج احمد کا ستارہ طلوع ہوگیا اور آج کی رات وہ پیدا ہوگیا"[۱]

مسیح علیہ السلام بھی جب پیدا ہوئے تو انجیل میں بیان کیا گیا ہے کہ "کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں"۔[۲]

## ایک دوسرے یہودی جوتشی کا مکاشفہ

(۲۹) اسی طرح مکہ کے ایک یہودی کا بھی ہے یہ واقعہ حضرت عائشہؓ نے

---

[۱] البیہقی وابو نعیم بحوالہ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ [۲] انجیل متی باب ۲۔ نمبر ۱-۲

کسی سے سنا تھا وہ فرماتی ہیں کہ:-

"مکہ میں ایک ساہوکار یہودی تھا، جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو وہی ساہوکار یہودی گھر گھر قریشیوں سے پوچھتا پھرتا تھا کیا تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ عموماً لوگ لاعلمی ظاہر کرتے۔ وہ بولا کہ آج اس اُمت کا نبی پیدا ہو چکا ہے جس کے مونڈھے کے درمیان ایک علامت ہے اس کے اس کہنے پر لوگ مختلف مکانوں کی طرف دوڑ پڑے، بالآخر ان کو پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے، لوگوں نے یہودی کو خبر دی وہ بے تحاشا ان کو ساتھ لے کر حضرت کے گھر کی طرف دوڑ پڑا اور جس طرح بن پڑا اس نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں اجازت مل گئی۔ یہودی نے پشتِ مبارک کھول کر دیکھی اور دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو کہتے تھے کہ بے اختیار ہو کر چلا رہا تھا کہ:-

"بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو گئی یہ ایک دفعہ لوگوں پر چھا جائے گا۔ پھر اس کی خبر مشرق و مغرب ہر طرف سے آئے گی"[1]

**قصرِ کسریٰ۔ بحیرۂ سادہ آتش کدہ ایران کے واقعات**

(٣٠) یہ بھی ایک تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ غیب سے شہادت میں نقاب افگن ہوئے تو کسریٰ کا ایوان ہل گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے بحیرۂ سادہ خشک ہو گیا آتش کدۂ ایران بجھ گیا۔[2]

یہ واقعات ان کتابوں میں درج ہیں جن کے مصنفین تیسری چوتھی صدی میں ایوان کسریٰ کے قریب بغداد میں رہتے تھے اور یہ واقعات مسلمانوں میں ابتداء سے

---

[1] حاکم کی مستدرک میں بھی یہ روایت ہے، حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی تصحیح کی ہے۔ زرقانی ص ۱۲۱

[2] رواہ بیہقی و ابونعیم والخرائطی و ابن عساکر و ابن جریر طبری۔ کسریٰ شاہ ایران کا عراقی مستقر مدائن میں تھا۔

مشہور تھے، اب اگر ایوان کسریٰ کے کنگرے نہیں گرے تھے تو یہ اپنی عینی شہادت سے دنیا اس کو غلط ثابت کر سکتے تھے۔ علاوہ اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مثالی صورت میں جمی نبی نے تمام قوموں کو ہلتے دیکھا، جس کی تعبیر بعد کو نکلی۔ اسی طرح کسی نے دولت ایران کے زوال کو اس شکل میں دیکھا ہو۔

نیز کنگروں کا گر جانا، آگ کا بجھ جانا، دریاؤں کا خشک ہو جانا ایک معمولی سی بات ہے، دریائے ساوہ تو اس زمانے سے کر اس وقت تک حضرموت کے میدانوں میں خشک پڑا ہے[1]۔ ایران کا آتش کدہ بھی قطعاً بجھ چکا ہے۔ طاق کسریٰ کے کنگرے بھی گر چکے ہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ آیا ان حادثات کا تعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ہے یا روزمرہ پیش آنے والے حوادث کے سلسلے کی چیزیں تھیں ہم اہل اسلام اس کو ولادت کے آثار بتاتے ہیں، ہمارے مورخین ایسا ہی خیال کرتے ہیں مخالف کو اختیار ہے کہ اس کے لیئے کوئی دوسرا سبب تراش لے۔ بہرحال منکر کو بھی ان واقعات سے انکار کی ضرورت نہیں، ہاں اسباب کے متعلق وہ بحث کر سکتا ہے اور ہر جگہ کر سکتا ہے۔

خود کائنات کے اس نظام کو ایمان والے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی کارفرمائیوں کی جلوہ گاہ یقین کرتے ہیں۔ لیکن شکیوں کو اس میں بھی شک ہے۔ وہ سب کچھ مادہ کے مجہول الفظ سے نکلا ہوا مان کر مطمئن ہو چکے ہیں، ایسی باتوں کے جواب میں اسکے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد     عیب نماید ہنرش در نظر

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

---

[1] عرب کے جدید جغرافیائی اطلسوں میں اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں لیکن ہمارے یہاں کے عام شارحین حدیث و نیز بحیرۂ ساوہ کی نشاندہی فارس کے اس علاقہ میں کرتے ہیں جو ہمدان اور قم کے درمیان واقع ہے کہتے ہیں کہ

# عرضِ احسن

باستانۂ

## نبوتِ کبریٰ علیٰ صاحبہا الف سلام و تحیۃ

از

المغرور بالامانی مناظر احسن گیلانی عفر اللہ لہٗ

آج سے (۲۵) پچیس سال قبل ۱۹۲۵ء میں حج و زیارت کی سعادت سے سرفرازی ہوئی (تو) روضۂ طیبہ نبوتِ کبریٰ علیٰ صاحبہا الف سلام و تحیۃ پر اس معروضۂ نیاز کے پیش کرنے کا موقعہ ملا تھا۔

ہر ایک سے ٹکرا کر    ہر شغل سے گھبرا کر
ہر فعل سے شرما کر    ہر کام سے پچھتا کر

آیا بدرت بنکر
اے خاتمِ پیغمبر

یا قاسمُ للکوثر    اے سرورِ ہر سرور
وے رہبرِ ہر رہبر    اے آنکہ توئی افسر
ہر کہتر و ہر مہتر    فی المبدءِ و المحشر
اے ہستیٔ تو محور    للاکبر و الاصغر
اے طلعتِ تو مظہر    للاول و الآخر
اے رحمِ جہاں پرور    آقائے کرم گستر

آمد بدرت بنگر

امروز چہ مہمانے ناکارہ و نادانے
آلودۂ عصیانے آغشتۂ دامانے

آمد بدرت بنگر
نے مونس وے یاور

نے ساز نہ سامانے نے علم نہ عرفانے
نے فضل نہ احسانے نے دین نہ ایمانے
از خانۂ ویرانے وز کلبۂ احزانے
از مجلس و زندانے ناشکری و کفرانے

آمد بدرت بنگر
کالحائرُ وَ المُضطرَ

باچاک گریبانے باسینۂ بریانے
با دیدۂ گریانے با اشک فراوانے
با نالہ و افغانے با سوزشِ پنہانے
با دانشِ حیرانے با عقلِ پریشانے
در صورت عطشانے در گدیۂ درمانے
خواہد ز تو فرمانے پروانۂ غفرانے

آمد بدرت بنگر
البائسُ[۱] والمعتر

---

۱ محتاج - فقیر -

شاہا تو بہ من منگر — بر رحمتِ خود بنگر
انصاف تو کن آخر — غیر از مرا دیگر
من ناظر و الناصر — والشافع متغفر
آمد بدرت بنگر

تو جوششِ رحمانی — تو سایۂ یزدانی
تو شاہدِ ربانی — تو جلوۂ سبحانی
تو جوہرِ فردانی — تو مرکزِ اعیانی
تو مبدءِ اکوانی — تو مقصدِ امکانی
تو مرجع و پایانی — تو جانی و جانانی
ہم روحی و روحانی — تو زبدۂ انسانی
تو نیّرِ فارانی — تو درۂ عدنانی
تو مہبطِ قرآنی — تو خاتمِ ادیانی
ہاں! دینی و ایمانی — اے آنکہ تو درمانی
ہر رنج و پریشانی — بنگر کہ مسلمانی
تورانی و ایرانی — تاجیک و خراسانی
ہم ہندی و افغانی — ہم مصری و سودانی
از نزغۂ شیطانی — وز جذبۂ حیوانی
وز دانشِ نفسانی — وز شورشِ عمرانی

---

۱؎ کون نگراں و مددگار ہے اور کون سفارش کرنیوالا اور استغفار کرنے والا ہے ۲؎ ان مصرعوں میں حقیقتِ محمدیہ کے تدریجی نزول و ظہور کو ایک خاص طرز سے ادا کیا گیا ہے۔

یونانی[1] و رومانی — افرنجی و برطانی
در سکرت و ہیمانی — در سطمۂ نادانی
در ورطۂ ظلمانی — در[2] فتنہ و طغیانی
فی البغی وعدوان

ہاں دست دعا بکشا — از ذرۂ او اہرنے
اے مرضی تو ترضے — وے ملت تو بیضا
فاللیلُ لقد یغشیٰ[3] — والکفر[4] قد استعلیٰ
ذا امتک[5] الضعفیٰ — فی سیطرۃ الاعداءِ
ہاں[6] ارمیک[7] لا یخطے — وسہمک[8] لا یطغیٰ
واللہ[9] ھو الاعلیٰ — والحق[10] فلا یعلیٰ

---

## اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ

---

[1] موجودہ مغربی تمدن قدیم رومن و گریک تمدن کا وارث ہے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ۱۲۔
[2] سرکشی و نافرمانی میں مبتلا ہیں۔ [3] رات چھا گئی [4] کفر نے سر اٹھایا ہے ۱۲ [5] یہ آپ کی کمزور امت ۱۲ [6] دشمنوں کے پنجوں میں ہے ۱۲ [7] آپ کا نشانہ غلط نہیں کیا جاسکتا ۱۲
[8] آپ کا تیر نشانہ سے ہٹ نہیں سکتا ۱۲ [9] اللہ ہی سب سے بڑا ہے ۱۲ [10] اور حق کو کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔

# ظہورِ قدسی

## وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

سحر کا وقت ہے معصوم کلیاں مُسکراتی ہیں
ہوائیں خیر مقدم کے ترانے گنگناتی ہیں
مئے عشرت چھلکتی ہے ستاروں کے کٹوروں سے
اُبلتی ہے شرابِ خُلد مٹی کے سکوروں سے
پسینہ شادمانی سے ہے پھولوں کی جبینوں پر
بطوں کا دیدنی ہے رقص تالابوں کے سینوں پر
چمن میں ہر طرف شبنم کے موتی جھلملاتے ہیں
نسیمِ صُبح کے جھونکے دلوں کو گدگداتے ہیں
کھُبی جاتی ہے آنکھوں میں گلِ و لالہ کی رعنائی
کہ جیسے درحقیقت خاک پر جنت اُتر آئی
لٹاتے ہیں دُرِ خوش آب گلزاروں کے فوارے
خوشی سے جگمگاتے ہیں، ثوابت ہوں کہ سیارے
بہارِ شبنم گل چُور ہے کیفِ جوانی میں
نہا کر جیسے آئی ہے ابھی کوثر کے پانی میں
بھلائی کا اُجالا اپنے مرکز پر سمٹ آیا
شبابِ رفتۂ عالم پلٹ آیا پلٹ آیا

خوشی کے گیت گائے جا رہے ہیں آسمانوں پر
درودوں کے ترانے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر

سجائی جا رہی ہے محفلِ ہستی قرینے سے
وہ جلوے کارفرما ہیں گزر جائیں جو سینے سے

طرب کے جوش سے ایک ایک ذرّہ مسکراتا ہے
زمیں کی آج قسمت پر فلک کو رشک آتا ہے

زمیں سے آسماں تک نور کی بارش ہی بارش ہے
کسی کی بے نیازی آج سرگرمِ نوازش ہے

ستاروں کے کنول جلوہ فگن رنگین و سادہ ہیں
فرشتے بہرِ استقبال ہر سُو ایستادہ ہیں

اشارے ہو رہے ہیں گلشنِ جنت کے پھولوں میں
وہ رعنائی نظر آتی ہے مکّہ کے ببُولوں میں

برستے ہیں گہر انوار کے میزابِ رحمت سے
کبوتر رقص میں ہیں بام کعبہ پر مسرّت سے

ستارہ اوج پر ہے سنگِ اسود کی سیاہی کا
کہ جیسے بھید کھُل جائے کسی کی بیگناہی کا

مسرّت کے اثر سے مثلِ صبحِ خلد ہیں خنداں
حرم کے در منیٰ کی وادیاں عرفات کا میداں

ازل کی صبح آئی جلوۂ شامِ ابد بن کر
کیا ہستی کے محور پر جہاں نے آخری چکر

زمانہ کی فضاء میں انقلابِ آخری آیا

نچھاور کر دیا قدرت نے سب فطرت کا سرمایہ

ابھی جبرئیل اُترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے
کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبداللہ کے گھر سے

مُبارک ہو شہ ہر دو سرا تشریف لے آئے
مُبارک ہو محمدؐ مصطفےٰ تشریف لے آئے

مُبارک غمگسارِ بیکساں تشریف لے آئے
مُبارک ہو شفیع عاصیاں تشریف لے آئے

مُبارک ہو نبیٔ آخری تشریف لے آئے
مُبارک ہو جہاں کی روشنی تشریف لے آئے

مُبارک مظہرِ شانِ اَحد تشریف لے آئے
مُبارک فاتح بدر و اُحد تشریف لے آئے

مُبارک ہادیٔ دینِ مُبیں تشریف لے آئے
مُبارک رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے

مُبارک ہو شہ کون و مکاں تشریف لے آئے
مُبارک وجہ تخلیقِ جہاں تشریف لے آئے

مُبارک رہبرِ کل پیشوا تشریف لے آئے
مبارک شمع بزمِ انبیاء تشریف لے آئے

مُبارک دستگیر بے نوا تشریف لے آئے
مُبارک دردمندوں کی دوا تشریف لے آئے

مُبارک مخبرِ صادق لقب تشریف لے آئے
مُبارک سیدِ والانسب تشریف لے آئے

مبارک چشمۂ صدق و صفا تشریف لے آئے
مبارک مہبطِ وحی خدا تشریف لے آئے

مبارک عرش کے مسند نشین تشریف لے آئے
مبارک بزمِ خلوت کے مکیں تشریف لے آئے

مبارک خاتم پیغمبراں تشریف لے آئے
مبارک ہو امیر کارواں تشریف لے آئے

مبارک زندگی کا مدعا تشریف لے آئے
مبارک ہو کہ محبوبِ خدا تشریف لے آئے

مبارک پیکر صبر و رضا تشریف لے آئے
مبارک جدِ شاہِ کربلا تشریف لے آئے

مبارک قبلۂ اربابِ دیں تشریف لے آئے
مبارک صادقُ الوعد و امیں تشریف لے آئے

مبارک صبح کو شمسُ الضحےٰ تشریف لے آئے
مبارک رات کو بدر الدجےٰ تشریف لے آئے

مبارک کاشفِ اسرارِ حق تشریف لے آئے
مبارک مظہرِ انوارِ حق تشریف لے آئے

مبارک دافع رنج و الم تشریف لے آئے
مبارک صاحب جود و کرم تشریف لے آئے

مبارک ہو رسولِ محتشم تشریف لے آئے
مبارک ہو نبیٔ محترم تشریف لے آئے

مبارک صاحب جود و کرم تشریف لے آئے

حریمِ قدس کے ساکن کہاں تشریف لے آئے

وہ آئے جن کے آنے کی زمانہ کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کی آمد کے لیئے بے چین فطرت تھی

وہ آئے نغمۂ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا

وہ آئے مہرِ عالمتاب تھا جن کا حسین چہرا
وہ آئے جن کے ماتھے پر شفاعت کا بندھا سہرا

وہ آئے جن پر حق کے فضل کی تکمیل ہوتی تھی
وہ آئے جن کے ہاتھوں کفر کی تذلیل ہوتی تھی

وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیٔ بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کے لیئے کعبہ ترستا تھا

وہ آئے جن کی ٹھوکر پر نچھاور سطوتِ دارا
وہ آئے جن کے آگے سرد ہر باطل کا انگارا

وہ آئے جن کی آمد ظلم کو پیغامِ بربادی
وہ آئے جن کا آنا دہر کو اعلانِ آزادی

وہ آئے جن کا آنا باعثِ الطافِ یزداں تھا
وہ آئے جن کی پیشانی کا ہر خط شرحِ قرآں تھا

وہ آئے جن کو حق نے گود میں خلوت کی پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرشِ اعظم پر اُجالا تھا

وہ آئے جن کو ابراہیمؑ کا نورِ نظر کہیئے
وہ آئے جن کو اسماعیلؑ کا لختِ جگر کہیئے

وہ آئے جن کے آنے کو گلستاں کی سحر کہیئے
وہ آئے جن کو ختم الانبیاء خیر البشر کہیئے
وہ آئے جن کے ہر نقش قدم کو رہنما کہیئے
وہ آئے جن کے ہر فرمانے کو فرمانِ خدا کہیئے
وہ آئے جن کو رازِ کن فکاں کا پردہ در کہیئے
وہ آئے جن کو حق کا آخری پیغامبر کہیئے

## معارفِ اسلامیہ کی آنیوالی نایاب کتابیں

۱- ترجمہ ثمراتِ مکیہ: حضرت شاہ رفیع الدین قندھاریؒ کی تصوف کی قلمی کتاب کا ترجمہ
از جناب یعقوب عمر صاحب ریڈر فارسی نظام کالج

۲- گیلان کی ایک انقلاب انگیز شخصیت، صدر معارف اسلامیہ کا قلمی شاہکار

۳- مُسدساتِ اشرف: حضرت مفتی میر اشرف علی اشرف صاحب کے سید العارفین
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں بے نظیر مُسدسات۔

۴- رشحاتِ قُدسیہ: شیخ الکل سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ کا عربی کلام
جو اب تک شائع نہیں ہوا
مع ترجمہ وضروری تشریح از صدر" معارف اسلامیہ"

۵- "اسلام کا عالمگیر پیام" (انگریزی) پیش لفظ عزت مآب جناب
محمد احمد انصاری چیف جسٹس کیرالا ہائیکورٹ پرو وائس چانسلر
عثمانیہ یونیورسٹی وصدر اقلیتی کمیشن۔
تصنیف صدر" معارفِ اسلامیہ"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

---

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دے دی
سلام اس پر ابوسفیانؓ کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اُس پر جو اُمت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اُس پر کہ تھا "الفقر فخری" جس کا سرمایہ
سلام اُس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایہ

سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اُس پر بروں کو جس نے فرمایا "یہ میرے ہیں"

سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی
سلام اُس پر کہ جس کی سنگپاروں نے گواہی دی

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اُس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اُس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اُس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو

سلام اُس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا
سلام اُس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا

سلام اُس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا

سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا لا نہ سمجھایا

سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میداں میں آیا
سلام اُس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احساں
سلام اُس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآں

سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
اُلٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

سلام اُس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

سلام اُس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

دُرود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
دُرود اُس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآن ہے

دُرود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
دُرود اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

دُرود اُس پر تبسم جس کا گل کے مسکرانے ہیں
دُرود اُس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں

دُرود اُس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں
دُرود اُس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں

دُرود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے
درود اُس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

دُرود اُس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں
دُرود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
دُرود اُس پر مکینِ گنبدِ خضرا جسے کہیئے
دُرود اُس پر شبِ معراج کا دلہا جسے کہیئے
دُرود اُس پر جسے شمعِ شبستانِ ازل کہیئے
دُرود اُس پر اَبد کی بزم کا جس کو کنول کہیئے
دُرود اُس پر بہارِ گلشنِ عالم جسے کہیئے
دُرود اُس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہیئے
رسُول مجتبیٰؐ کہیئے محمدؐ مصطفیٰ کہیئے
وہ جس کو ہادیؐ "دع ما کدر خذ ما صفا" کہیئے
درود اُس پر کہ جو ماہر کی اُمیدوں کا ملجا ہے
دُرود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

(ماہرالقادری)

# سلام بحضور خیر الانام

نبیٔ مرسل حبیبِ داور درود تم پر سلام تم پر
شفیعِ محشر، قسیمِ کوثر درود تم پر سلام تم پر

تمھیں شہنشاہِ دوسرا ہو، تمھیں دو عالم کے پیشوا ہو
تمہارا ثانی نہ کوئی ہمسر درود تم پر سلام تم پر

شفیق تم ہو کریم تم ہو رؤف تم ہو، رحیم تم ہو
خُدا کی رحمت ہو تو تم سراسر درود تم پر سلام تم پر

ہر ایک بیکس کی تم صدا ہو، ہر ایک بےبس کی تم ندا ہو
تمام نظروں کا تم ہو محور درود تم پر سلام تم پر

تمہارا شاہا مقام ہی کیا، درود ہی کیا سلام ہی کیا
ہے جبکہ خالق کی خود زباں پر درود تم پر سلام تم پر

تمہارا لب پر جو نام آیا درود آیا، سلام آیا
فضا تمام ہو گئی معطر درود تم پر سلام تم پر

تمہارا سب ذکر کر رہے ہیں، تمہارا دم سارے بھر رہے ہیں
تمہارا ہی غلغلہ ہے گھر گھر درود تم پر سلام تم پر

شفیعِ آدمؑ ملاذِ موسیٰؑ دوائے درد دل مسیحا
بسوئے ماہم زلطف بنگر درود تم پر سلام تم پر

زبان جب تک چلے ہماری، زبان پر بس رہے یہ جاری
درود تم پر سلام تم پر، درود، تم پر سلام تم پر

خُدا کا یہ لطف و فضل ہم پر کہ دو جہاں میں ہمارے سر پر
تمہارا دامن ہے سایہ گستر درود تم پر سلام تم پر
بدن سے جس وقت جان نکلے زباں سے محمودؔ کی یہ نکلے
حضور تن و جاں نثار تم پر درود تم پر سلام تم پر

از
مولانا ابو الفضل سید محمود قادری

## قابلِ مطالعہ کتب

۱۔ "استعانت" ندا۔ توسل اور استعانت پر جامعہ تصنیف
(بار ثانی زیر طباعت)

۲۔ "علم غیب" مسئلہ علم غیب پر لاجواب اور جامع تصنیف۔ (زیر طبع)

۳۔ "مسلکِ دیوبند اکابرین دیوبند کی نگارشات کے آئینہ میں"
اپنی انداز کی منفرد تصنیف ہدیہ سات روپیہ

۴۔ فیصلۂ ہفت مسئلہ۔ حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی
مولود شریف۔ مروجہ خاتمہ۔ ندائے غیر اللہ جماعت ثانیہ
امکان نظیر۔ امکان کذب جیسے مسائل پر بحث و تصفیہ
ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ

۵۔ کلام عارف و تذکرہ اجداد عارف۔
وحید العصر حضرت سید وحید القادری الموسوی عارفؔ اور انکے اجداد کے
حالات اور حضرت عارف کا کلام پانچ روپیہ

# صَلِّ علیٰ محمدٍ

راحتِ جانِ عاشقاں صَلِّ علیٰ محمدٍ
مُونسِ قلبِ بیکساں صَلِّ علیٰ محمدٍ

راہ برِ رہِ ہُدیٰ ہادیٔ مسلکِ صفا
شافعِ جملہ عاصیاں صَلِّ علیٰ محمدٍ

خُسروِ کشورِ عطا، مالکِ مُلکِ دوسرا
رحمتِ عام بے گُماں صَلِّ علیٰ محمدٍ

جن کے کرم کی دُھوم ہے فرش سے لیکے عرش تک
تم ہو وہ فضلِ بے کراں صَلِّ علیٰ محمدٍ

جن سے دِلوں میں تازگی، جن سے بہارِ زندگی
جن کا چمن ہے بے خزاں صَلِّ علیٰ محمدٍ

اِن کی زباں، زبانِ حق، اِن کا بیاں بیانِ حق
مظہرِ شانِ کُن فکاں صَلِّ علیٰ محمدٍ

قبلۂ جملہ مومناں، کعبۂ جملہ عارفاں
بالیقیں ان کا آستاں صَلِّ علیٰ محمدٍ

اِن کی عطا عطائے رب، ان کی بقا بقائے رب

مرأۃِ رب، خدا کی شان صلِّ علیٰ محمدٍ

محمود خستہ حال کیا ان کی صفت بیاں کرے

اِن کا خدا ہے مدح خواں صلِّ علیٰ محمدٍ

مولانا ابوالفضل سیّد محمود قادری

موظف سشن جج

صدر معارف اسلامیہ

# ولادتِ باسعادت

بخوبی عجب بے عدیل آمدی ‏ ‏ ‏ حبیبِ خدائے جلیل آمدی
بحسن و بخوبی سر تا بپا ‏ ‏ ‏ جمیل و ملیح و شکیل آمدی
ترا با دلیلے نہ شد حجتے ‏ ‏ ‏ کہ تو خود سراپا دلیل آمدی
فزوں از خیال و قیاس و گماں ‏ ‏ ‏ بروں از ہمہ قیل و قال آمدی
شدی مظہر و جامع ہر صفت ‏ ‏ ‏ صفی و کلیم و خلیل آمدی
پئے عاصیاں عید شد ایں نوید ‏ ‏ ‏ نصیر و شفیع و کفیل آمدی
حریص و عزیز و رؤف و رحیم ‏ ‏ ‏ بشیر و لطیف و وکیل آمدی
ز لطف و کرم بہرِ ما تشنگاں ‏ ‏ ‏ بہ تسنیم و با سلسبیل آمدی

صد احساں بہ جانِ محمود شد
کہ از لطف وقتِ رحیل آمدی

مولانا ابو الفضل سید محمود قادری
موظف سیشن جج
صدر معارف اسلامیہ